وہو برحمتہ علی الغفور

ایک رسالہ [illegible] اخلاق [illegible] جس میں [illegible] متعلق [illegible] اصلاح و فلاح [illegible]

[illegible]

[illegible]

مطبع [illegible] کانپور

[illegible]

اور جسپر عقلا اور مصنفین ادیان غیر کو اتفاق ہے صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ المتقین و علی سائر الہادین و المہدین الی یوم الدین اما بعد
جاننا چاہیے کہ یہ ایک رسالہ مختصر قلمبند داشتہ بیان امراض روحانی انسانی کا ہے جو کہ مضامین اور معانی دقیق کتب اخلاق سے منتخب کر کے بعبارت و الفاظ سہل واسطے اُن طالب علمون کے تحریر ہوا ہے جو کسیقدر استعداد اردو فارسی کی حاصل کر کے متوجہ بعلم آموزی ہیں معلم صاحب کو چاہیے کہ اُن نور چشمان مکتب نشین کو یہ رسالہ ضرور پڑھایا کرین گوش زدہ اثرے دارد خدا سے امید ہے کہ اسکا بیان پرتاثیر ہو اطفال کی طبیعت اثر پذیر ہو ہر مذہب کا آدمی بشوق دیکھے اور بہرہ مند ہو شاید پیرایہ سریع الفہم ہر ایک کو پسند ہو و اللہ المؤثر مقدمہ
معلوم رہے کہ انسان کو دو طرح کی بیماریان ہوتی ہین ایک جسمانی جیسے تپ لرزہ زکام نفسی پھوڑا ورم معدہ و جگر و طحال وغیرہ اور عورتون کو بھی علاوہ ان بیماریون کے مخصوص بیماریان ہوتی ہین کہ وہ مردون کو نہین ہوتین اُن سب امراض کی دوا کے لیے بید طبیب ڈاکٹر جراح فصاد اور دائیان مقرر ہین جو حکیم مطلق کی پیدا کی ہوئی چیزون سے دوا علاج کرتی ہین اور شفا ہوتی ہے اور جہان یہ معالج نہین ہین وہان بھی امراض جسمانی ہوتے ہین اور حکیم مطلق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد اور ثنا اُسی خالق اور مالک کو زیبا ہی جو کہ اپنی ذات اور صفات کمالیہ مین بیمثیل اور یکتا ہے۔ جسکی ذات مستجمع الصفات کا نام السنۂ مختلفہ مین اللہ یہواہ گاڈ برہم پرمیشر اور خدا ہے۔ سب نے اُسیکو خالق مالک اور قادر مطلق جانا اور مانا ہے اور جسنے نہین جانا وہ بیدین لامذہب یا دیوانہ ہی اسی طرح نعت اور منقبت ہادیان دین اور مقبولان رب العالمین کی ادا کرنا ضرور ہے جنکی ہدایت الہامی نے ہمکو راہ راست دکھائی خصوصاً وہ بڑے ہادی اور رہنما جوکہ تعلیم محاسن صفات اور مکارم اخلاق اور افلاح معاش و اصلاح معاد مین سبقت لے گئے یعنے علی وجہ الکمال جملہ ہادیان دین کے کام کو انجام اور اختتام کو پونہچایا اور سائر اخلاق جمیلہ کو فرائض و اصول دینیہ مین داخل فرمایا جنکی کتاب الہامی تمامتر اخلاق شہرہ آفاق سے ہے

کی مہربانی سے لوگ اچھے بھی ہوتے ہین - دوسرے روحانی بیماریان جیسے جہالت نادانی بدتمیزی بے عقلی جھوٹ بولنا فحش بکنا چوری کرنا وغیرہ وغیرہ - یہ بیماریان ایسی ہین جینسے آدمی آدمی نہین رہتا بلکہ جانور سے بدتر کہلاتا ہے انکے علاج کو اللہ نے رسول پیغمبر امام مرشد حواری رشی دیوتا مقرر فرمائے اور علما و فضلا گذرے ہین اُن سب کے نسخہ دستورات و قوانین کے استعمال سے روحانی بیماریان جاتی رہتی ہین لہذا ہم تین بیماریان اور اُنکا معالجہ حتی الامکان سہل الفاظ اور عبارت مین بیان کرتے ہین جسکے استعمال سے آدمی ہمیشہ بھلا چنگا بنا رہے اور کوئی روگ آنے نہ پاوے اور اون بیماریون کے اسماء بقید معالجہ نقشہ ذیل مین دکھاتے ہین ناظرین رسالۂ ہذا جہان کہین ہماری سہو و خطا پائین معاف کرین اور اگر پیرایۂ تحریر یا کوئی تقریر پسند آئے تو بدعاے خیر یاد کرین اور اشاعت و ترویج سے اُسکا صلہ عنایت فرمائین

جدول امراض و معالجہ

نمبر شمار	نمبر صفحہ	نام بیماری	نمبر صفحہ معالجہ بیماری	کیفیت
۱	۱۷	اپنے خالق اور مالک کو نجاننا	۷	

پہلی بیماری اپنے خالق اور مالک کو نجاننا

آدمی مین بہت بڑی بیماری یہ ہے کہ اپنے پیدا کرنے والے کو نجاننے اور اُسکے صفات تا بہ مقدور بھی نہ پہچانے یا جان بوجھکر پھر اُسکا خوف نہ کرے اس بیماری کے آدمی دنیا مین کم ہین البتہ خوف نہ کرنے والے بہت ہین اور انجان تو کچھ وحشی جنگلی بن مانس دہریہ فرقہ ہین جو کہ لامذہب ہین اور اہل کتاب و دین مین شمار نہین ہین کیونکہ وہ ہر چیز کی وجود مین مشکوک رہتے اور وہم و خیال محض سمجھتے ہین

علاج

پیدا کرنے والے واجب الوجود کے لاانتہا مصنوعات عالم شہادت مین موجود اور مشہود ہین جنسے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اس کارخانہ لانہایت کا کوئی صانع ہے ہرگاہ اہل حرفہ وارباب پیشہ کے مصنوعات چاقو مقراض میز کرسی پلنگ صندوقچہ پارچہ و سبو وغیرہ سے اُن کا صانع لوہار نجار نورباف یا کمہار وغیرہ معلوم ہو جاتا ہے اور بہ یقینًا ثابت ہوتا ہے کہ کسی چیز نے اپنے کو آپ نہین بنالیا پھر بلا تردد سمجھنا ہوگا کہ اس قدرتی کارخانہ لانہایت مشہود و غیر مشہود کا کوئی صانع

اور اپنے ایک ایک عضو رگ پٹھا ہڈی گوشت چمڑا بال کھال چربی خون رگین جھلی ان سب کی ترکیب جو سوچوگے تو پورا یقین ہوجاے گا کہ تمھارا کوئی پیدا کرنے والا اور بنانے والا ضرور ہے جسکی قدرت اور اختیار مین سب کچھ ہے اور وہی خالق ہے پھر جو خالق ہے وہی مالک ہے مالک کو اپنے ملک مین تصرف کرنے کا ہر طرح اختیار ہے اس چھوٹے سے نسخہ کو سوچ اور دھیان سے اگر ہمیشہ استعمال کرتے رہوگے تو یہ بیماری ہرگز آنے نہ پائے گی ••

دوسری بیماری خالق کی مرضی نجاننا

یہ بھی ایک بیماری مہلک ہے کہ آدمی خالق کو مالک جانے اور کچھ نہ کچھ اپنی حقیقت بھی پہچانے مگر مالک کی مرضی نہین جانتا ہے کہ کس امر سے خوش اور کس بات سے ناخوش ہے جب بندہ خالق کی مرضی اور خوشی کی بات نجانے گا تو اسکی بندگی کس طرح کر سکتا ہے اور اگر مرضی جان کر نافرمان ہوگا تو پسر نافرمان کی طرح عاق اور زوجۂ خلاف مرضی کے مانند لایق طلاق متصور ہوگا۔ آقا کی مرضی نجاننا بھی سخت بیماری ہے

علاج

بلاشبہ ہے جو اپنی ذات سے ازلی ابدی اور صفات کمالیہ سے متصف
ہے اور وہ کسی طرح دوسرے صانع کا محتاج نہین ہو سکتا ہے اور طریق
پہچاننے کا یہ ہے کہ آدمی اپنی حقیقت کو ہمیشہ سوچتا رہے کہ مٹی اور
ایک قطرۂ آب سے پیدا ہوا ہے جو کہ باپ کی پیٹھ سے نکلکر مان کے
پیٹ مین جم جاتا ہے پھر لوتھڑا لوتھڑا ہوکر بڑھتا جاتا ہے پھر اُسی لوتھڑے
پر ہاتھ پانون ناک کان کا ٹھپا دیا جاتا ہے پھر اُسمین جان ڈالی جاتی
ہے یعنے فیضان نفس یا روح کا ہوتا ہے پھر اُس اندھیری کوٹھری
مین اچھے بُرے مادری خون سے کھانا پینا ملتا ہے پھر مدت معینہ
کے بعد وہی بوند بھر پانی آدمی کا اچھا خاصا بچہ بنکر مان کے پیٹ سے
آن اُون این کرتا ہوا نکلتا ہے کڑی کڑی چیزین جو بدن مین ہوتی
ہین وہ باپ کے حصۂ آب اور نرم نرم چیزین مان کی حصۂ آب کی
ہوتی ہین اور پیدا کرنیوالے کیطرف سے جان اور روح کے ساتھ
یہ چیزین عنایت ہوتی ہین دیکھنا سُننا سونگھنا مزہ لینا سخت و نرم سرد
وگرم جاننا اِن مین مان باپ کا کچھ حصہ نہین ہے اب سوچو تم اُسی
مٹی اُسی قطرۂ آب سے آدمی بن گئے لڑکے کہلائے جوان
کامل العقل ہوے پھر بڈھے ہوے عقل و طاقت جاتی رہی پھر وہ
جان جہان کی تھی وہان جا رہی مُردہ ڈھانچا رہ گیا اپنی پیدایش

مفلس اور کم رزق آدمی ناشکر ہوتے ہین وہ لوگ فقط فراخی معاش ہی کو نعمت سمجھتے ہین اور بہت لوگ ایسے بھی ہین کہ حرص اور زیادہ طلبی کی وجہ سے جو کچھ بقدر حاجت میسر ہے اُسپر ناشکری اور گلہ شکوہ کیا کرتے ہین کیا غضب کی ناشکری ہے کہ ہاتھ پانون آنکھ ناک کان زبان حواس خمسہ صحیح اور تندرست موجود ہین مگر محنت اور مشقت نہین کرتے بھیک مانگتے ہین دریوزہ گری کرتے ہین مگر ناییسّری کا گلہ زبان پر ہے بقدر حاجت موجود ہے مگر قلت معاش پر کفران نعمت اور ناسپاسی ہے غرضکہ ہر طور اس بیماری مین گرفتار ہین غور کرنے کی بات ہے اگر کوئی آقا اپنے غلام کو کھانا دیتا ہو اور صحت و بیماری مین ہر طرح خبر لیتا ہو اور عند الضرورت غلام کو کسی کام کا حکم دے اور آسکے جواب مین غلام یہ کہے کہ ہم کو کیا دیتے ہو ہمسے تمھارا کام کچھہ نہین ہو سکتا تو یہ کہنا کسقدر نافرمانی ہے اور اس سے آقا کیونکر خوش ہوگا بلکہ ضروریات اور انعام وغیرہ اُس نافرمان پر ہر روز کم کرتا رہے گا مگر رزاق عالم کیسا کریم و رحیم ہی کہ باوجود نافرمانی کی بھی کسی فرد بشر پر رزق کا باب قطعاً مسدود نہین کرتا ہی شعر

خدای راست مسلّم بزرگوارے و حلم ... کہ جرم بنید و نان برقرار میدارد

علاج

اس بیماری کی دوا ظاہرا بجز تحصیل علم کے اور کچھ نہین معلوم ہوتی علم کی تحصیل مین کوشش کرے دینی اور اخلاقی کتابون سے جنمین مالک کی مرضی کا حال لکھا ہے علاج کیا کرے اور حکماے الٰہی کی حدیثون اور اقوال وافعال کو بقوت علم دریافت کرتا رہے کسواسطے کہ وہ حکماے الٰہی تابع مرضی مالک کے تھے اور اگر بدقسمتی سے کچھ بھی علم نصیب نہوا تو اسقدر ضرور ہے کہ علما اور حکما اور عقلا کی خدمتگزاری کیا کرے اور اُن کی پیروی ہر بات مین ملحوظ رکھے صحبت کا اثر ضرور ہوگا اُس خدمتگزاری کے ذریعہ سے کچھ نہ کچھ مالک کی مرضی معلوم ہوتی رہے گی جہالت کو دخل نہ دے جہلا اور بے ادبون کی صحبت سے بھاگتا رہے

بیت

زجاہل گریزندہ چون تیر باش	نیامیختہ چون شکر شیر باش

تیسری بیماری ناشکری اور کفران نعمت

یہ بیماری بہت خراب ہے خدا کی عطیہ نعمت پر شکر نہ کرنا سراسر نافرمانی ہے حکماے الٰہی نے فرمایا ہے کہ آخر کو ناشکری سے نعمتین چھین لیجاتی ہین اور انسان مبتلاے آفات ہوجاتا ہے اور بجالت شکرگذاری مزید نعمت کا مستحق ہوتا ہے اہل دنیا مین زیادہ تر

دنیا دارون کا کام ہے سب سے بڑی نعمت صحت و تندرستی ہے اب اگر اُسکو لہو و لعب مین صرف کروگے یا اپنی نفس پروری کے کامون مین اُس صحت کو خرچ کروگے تو ضرور بیمار ہوگے نعمت صحت دست و پا کی عطا ہوئی ہے تو اپاہج اور کاہلی چھوڑکر اگر اچھے کامون مین جنبش دوگے تو شکر نعمت ادا ہوگا اور اگر خدا نے آنکھ دی ہے تو اُسکو نظر بد سے محفوظ رکھکر دولت علم اور صانع مطلق کے حکم مین صرف کیا تو شکر گذار اُس نعمت کے ہوئے اسی طرح نعمت گویائی و زبان کو اگر اچھے اچھے مواقع مین خرچ کروگے تو شکر گذار نعمت ٹھہروگے جب یہ معنی اجمال اور مواقع شکر کے بطور نمونہ معلوم ہوے پس چاہیے کہ ہر نعمت کو سوچو اگر مفلسی کی وجہ سے ناشکری ہے تو پہلی وجہ افلاس کو دیکھو کہ سستی اور کاہلی تو نہین ہے باانیمہ یہ بھی دیکھو کہ تم سے زیادہ لاکھون آدمی مفلس دنیا مین موجود ہین بنظر کمی و بیشی اپنے اور دوسرے کے افلاس کو دیکھو اُسوقت ضرور مستحق شکر گذاری ہوگے مثلاً ایک شخص کو دو روپیہ روز خرچ کرنے کی حاصلات اور مقدرت ہے اور تم کو آٹھ آنے روز کی اور تیسرے کو چار آنے اور چوتھے کو دو آنے اور پانچوین کو ایک آنے کی مقدرت ہے تو بہ نسبت پانچوین شخص کے چار شخصون کو مرتبہ شکر حاصل ہے - خدا نے بے رزق کسیکو نہین رکھا ہے اور جو کم رزق ہے

اس بیماری کی دوا جبتک شکر کے معنی نہ سمجھو گے استعمال نہ کر سکوگے
شکر کی حقیقت اور اُسکے معانی دقیق و باریک سمجھنا ادنی اور اوسط درجے
کے لوگون کا کام نہین ہے یہ بعض اوقات جو راحت اور مصیبت مین
زبان سے نکلتا ہے کہ خدا کا شکر ہے اس جنبش زبان سے یہ جاننا کہ
ہمنے شکر ادا کر دیا ایسا تو اگر طوطے کو سکھا دیا جاے تو تمام عمر سواے
شکر کے دوسری آواز نہ بولے گا - مجملاً اس مقام پر بقدر فہم صبیان شکر
کے معنے لکھے جاتے ہین کہ معطی حقیقی و مجازی کی دی ہوئی نعمت کو
جہان حکم اور موقع ہو اُسکے مواقع پر اگر خرچ کیا تو شکر ادا کیا ورنہ ناشکری
اور کفران نعمت ہوا اور لایق مواخذہ بھی ٹھہرا اگر خدا نے وہبی یا کسبی
یا ارثی مال عطا فرمایا اور وہ زنا فسق و فجور و شراب اور چوری اور نفس
پروری اور راحت تن مین صرف کیا گیا تو وہ شخص ناشکرا اور مرتکب
کفران نعمت کا ہوا اور اگر خیرات و مبرات صلۂ رحم غریب پروری و دیگر
کارہاے نیک و نان و نفقہ و خبرگیری اہل و عیال مین خرچ کیا تو درحقیقت
شکر معطی کا ادا ہوا اور مستحق مزید نعمت کا ہوا اسی طرح غور کرو کہ کون
نعمت کس جگہ صرف کرنے کے لائق ہے وہین اُسکو خرچ کرو اور چونکہ
ہر انسان مین خزانۂ نعمت بشیار ودیعت ہے ہر بن مو اور ہر رگ مین
نعمتین بھری ہین فقط مال کو نعمت سمجھنا یہ تو حریص اور حشا لص

وہ لوگ کمال انسانی کو پونہچتے ہین پس انسان کو چاہیے کہ تمامتر اپنی ہمت اخلاق حمیدہ اور عادات سنجیدہ کے حاصل کرنے مین مصروف رکھے کسواسطے کہ تربیت اور اصلاح سے جانورون کی عادتین بدل جاتی ہین بلکہ ترکیب اور اصلاح سے جمادات ونباتات کی خاصیتین متغیر ہوجاتی ہین انسان تعلیم اور تربیت اور اکتساب سے فرشتہ صفت ہوجاتا ہے اگر ایسا نہو تو وعظ وپند تحریص وترغیب اور تہدید وتادیب سب بیکار ہوجاوے بہرکیف بدخُلقی اور بُری عادتون کا انسان مین جم جانا اور ترک نہ کرنا نہایت سخت بیماری ہے

علاج

مجملاً جان لینا بلکہ صبیان کو ورد زبان رکھنا چاہیے کہ خوش خُلقی کیا ہی اور بدخُلقی کیا ہے۔ حکماے اخلاق نے جو بطور مجموعہ بیان کیا ہے وہ یہ ہے۔ بے شرم بدگفتار بدباطن جنگجو کینہ پرور غصہ ور جلد باز بخیل حاسد غیبت کنندہ دشنام دہندہ ظالم فاسق فاجر کاہل الوجود نفس پرور مغرور ایذا دہندہ فریب دہندہ کاذب کو بدخُلق آدمی کہتے ہین۔ اور صابر شاکر کثیر الحیا کثیر الصلاح نیکوکار کم آزار کم سخن کم لغزش راست گفتار حلیم رفیق یار سا شفیق انصاف دوست سخی حرام سے

اُسکو بہت سے تکلفات اور تکلیفات معاف ہین اگر بدصورتی کا گلہ ہے
تو اپنے سے زیادہ بدصورت دنیا مین بہت پاؤ گے ناشکری کا موقع
کبھی ہاتھہ نہ آئے گا اگر آنکھین ہین تو اوراندھون اور اپاہجون کو دیکھو جنکی
پرورش کے واسطے خدا نے قلوب اپنے بندون کے رحیم کر دیے ہین
اور اگر بیماری پر ناشکری ہے تو ہمت بڑھ کر لوگ بیمار ہین اُنکی حالت دیکھو
آرام طلبی اور پست ہمتی کو چھوڑنا مقدم ہے اسیقدر بیان اس بیماری کے معالجہ
مین کافی ہے

چوتھی بیماری بدخلقی اور بُری عادتون کی

اگرچہ یہ رسالہ مختصر تمام و کمال اچھی اور بُری عادتون کے بیان مین
لکھا گیا ہے مگر اس جگہہ اخلاق اور عادات کا بیان بطور جامعیت
لکھنا مناسب معلوم ہوا تاکہ لوگون کو علی سبیل الاجمال معلوم رہے کسواسطے
کہ ہر مذہب و ملت مین اچھے اخلاق پسند اور بُرے ناپسند ہین اور اہل
اسلام مین تو یہ امر قرار پایا ہے کہ سوائے خوش خلق آدمی کے اور کوئی
مستحق جنت کا نہین پس جاننا چاہیے کہ انسان مین اچھے بُرے اخلاق
کے کرنے اور سیکھنے کا مادّہ ہے البتہ وہ حکماے الٰہی جو کہ منجانب اللہ
تربیت یافتہ ہوتے ہین اُنکا خلق وہی کہلاتا ہے اور بہ تعلیم و الہام ربانی

برتاو یب کرتے رہین اچھے کامون پر انعام واکرام دیتے رہین حلال و
حرام کی تمیز بتاتے رہین ایسی باتون کا اگر ابتداے طفولیت سے
لحاظ رہے گا تو بعد سن تمیز کے وہ لڑکا ضرور مہذب اور مؤدب اور علم دوست
ہوگا علیٰ ہذا القیاس غربا کو بھی چاہیے کہ وہ زیادہ تر اپنے لڑکون کے
نگران رہین گو وہ بیچارے اپنی حالت فاقہ مستی سے اپنی خود خبر
نہ رکھتے ہون مگر لڑکون کو حرفہ اور پیشہ اور اپنے اپنے کامون کا سکھانا
بلکہ اُن کا ترقی طلب رہنا مقتضاے محبت پدری ہے اور اگر ابتدا
سے غفلت ہوئی اور خوے بد کی عادت پڑ گئی پھر تبدّل عادات
واخلاق دشوار ہے ؎

خوے بد در طبیعتے کہ نشست نرود جز بوقت مرگ از دست

تاہم صحبت کو بڑا اثر ہوتا ہے تمیز والے کو چاہیے کہ اچھی بات اور بُری
بات کو سوچا کرے اور اپنے عیب دوسرے سے پوچھا کرے اور جہانتک
ہو سکے اپنی کوشش اصلاح حال واعمال واقوال مین مصروف رکھے
تاکہ ہر دل عزیز ہو اور سب سے اچھی یہ بات ہے کہ آدمی اپنے عیب
بہت بکثرت سوچا کرے جب سن تمیز وجوانی مین آئے گا تو مجمل
طور پر اچھا بُرا معلوم ہوتا رہے گا اور جبکہ اپنی ذات کی عیب جوئی
کیا کرے گا تو ضرور اُسکو شرم وندامت لاحق ہوا کرے گی اور کیا عجب ہے

بچنے والا حلال کی کوشش کرنے والا ہشاش بشاش دوست نواز کو
خوش خلق آدمی کہتے ہین - مگر ایسا آدمی کہ جامع اخلاق حمیدہ اور تارک
اخلاق رذیلہ ہو نہایت عزیزالوجود اور کمیاب بلکہ محال ہے الاماشاءاللہ
تاہم آدمی سے جسقدر ہوسکے اچھے اخلاق سیکھے اور بُری کی عادت نہ
ڈالے یا بہت اچھا کہلائے گا کم بُرا یا بہت بُرا بولا جائے گا کم اچھا -
اس مقام کی بحث بہت مشکل اور طویل ہے تفصیل مذکور الصدر سے انسان
اپنا معالجہ کیا کرے اور طریق معالجہ ابتداے خلقت مین والدین کے
ہاتھ ہے والدین اور اُستاد اور ادیب کو چاہیے کہ لڑکون کو اچھے
نام اور اچھے کام سکھاوین اور خدا کا حاضر و ناظر سمیع و بصیر ہونا اُنکے
دلون مین جماوین الفاظ مہمل و بے معنی سے نہ خوف دلاوین اور نہ
ترغیب نشست و برخاست مین تعلیم کرتے رہین و آداب و آداب مین
تفہیم کرتے رہین سچی سچی حکایتین وعظ اور نصیحت کی دل پسند اور
دل خوش کن پڑھایا کرین جھوٹے قصے کہانی اور عورتون اور مردون کی فحش
اور بیہودہ کہانیان نہ سنایا کرین بد صحبتون مین لڑکون کو جانے ندین
ہر وقت ہر چیز بلا تمیز کھانے ندین کاہل الوجود نہونے پائین اچھا
کھانا اچھا کپڑا بھی دیوین مگر عورتون کو کپڑے باریک رنگین ریشمی نہ
پہناوین طہارت عبادت صفائی کی عادت سکھاوین - بُری باتون

ب سب جگہ اپنے کو بہتر اور دوسرے کو کمتر سمجھا تو خدا کو بھول گیا یہانتک
آدمی نے خدا اور رسولون کے ساتھہ تکبر کیا ہے - غرضکہ یہ وہ بیماری
ہے کہ حق بات دل مین آنے نہین دیتی - یہ مختصر حال اس بیماری کا
لکھا گیا اور یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ یہ صفت تکبر خاص اللہ ہی کو زیبا ہے
جسکا ثانی نہین ہے بندون کے لیے مہلک بیماری ہے -

علاج

اس بیماری کی دوا وہی ہے جو ہمنے پہلی بیماری مین لکھی یعنے آدمی اپنی حقیقت
کو سوچا کرے مگر تھوڑی سی اس نسخے مین اور بڑھائے دیتے ہین - آدمی کو
چاہیے کہ ہمیشہ اپنی حقیقت جسمانی کی ابتدا اور انتہا ہر وقت اور ہر زمانہ کی
سوچا کرے تو بیماری تکبر کی آنے نپائے گی کیونکہ ابتدا مین تو آدمی کچھ
نہ تھا اور کہین نہ تھا اور اُسکے وجود کا تخم کہین نہ تھا مُردے سے بدتر تھا
بحکم خالق پشت پدر اور شکم مادر مین آیا - ایک قطرہ خون کا بیجان تھا
جسکا کو تھر اپنا اور شکم مادر کی اندھیری کوٹھری مین گونگا بہرا لنج اپاہج
قید رہا جہان سوائے حکمت الٰہی کے کوئی اُسکی پرورش پر قادر نہ تھا
پھر روتا ہوا ماں کے پیٹ سے نکلا - کھانے مین صحت مین بیماری مین
بول و براز مین محتاج جملہ حواس مین عالم احتیاج دفع ضرر حصول نفع مین

کہ اُس شرمندگی سے کچھہ عادتین خراب جاتی رہین اور جیسا کہ اُس سالے
مین اکثر بیماریون کا بیان ہوتا ہے اسی کے موافق امراض روحانی
کی دوا کیا کرے

پانچوین بیماری کبر کی

اس بیماری کی حقیقت یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو دوسرے سے بہتر
اور دوسرے کو حقیر اور کمتر سمجھکر دل مین خوش ہوا کرے۔ یہ بیماری دل
مین چھپی رہتی ہے اور ہاتھہ پاؤن آنکھہ کان ناک زبان سے ظاہر بھی
ہوتی ہے نے زانو بدل بدل کر چہرہ بنا کر ہنسنا رعونت سے گفتگو کرنا غیرون
سے اپنی تعظیم اور تکریم چاہنا باتون مین تعلی اور تفاخر اپنے جوہر ولیاقت
پر کرنا۔ ایسے ایسے حرکات سے متکبر کا تکبر نہین چھپتا ہے ان بیماری
سے ظاہر ادنیا مین کوئی کم بچا ہے اور اس بیماری کا مبتلا اچھی بات
سُننا نہین چاہتا اور کسی کی نصیحت نہین مانتا۔ خوبصورت کو صورت
پر عالم کو علم پر اور عابد کو اپنے زہد و عبادت پر واعظ کو وعظ پر اہل نسب
کو نسب پر اور دولتمند کو اپنی دولت پر کچھہ نہ کچھہ گھمنڈ ضرور ہوتا ہے۔
اسوجہ سے دوسرے کو ناچیز اور بیقدر سمجھتا ہے اور اس بیماری مین
سیکڑون آفتین ہین اُٹھتے بیٹھتے لینے دینے ملنے جلنے بات کرنے مین

قابو مین نہین بڑے بڑے بید طبیب ڈاکٹر خود مبتلاے بیماری ہوتے ہین
جوانی تو اس حالت مین بسر ہوئی اب پیری آئی جو باجی زندگی ہی حسرتون
کا خزانہ دلمین جمع ہونے لگا توانائی سماعت بصارت ہر ایک رفیق
عضو عضو سے جدا ہونے لگا کمر خم ہو چلی جسمانی قوت آفت رسیدہ ہو چکی
اپنی نگاہ مین آپ حقیر سردی گرمی کی برداشت نہین ایک چمڑے کا تھیلا
جسمین ہڈی گدی بلغم سودا صفرا چربی خون ریم بھرا ہوا ہے لیکر بستر افتادہ
ہوے تڑپ تڑپ کر مر گئے پیوند زمین ہو گئے ہفتہ عشرہ مین گور کے اندر
شکم پھٹ گیا لاکھون کرورون کیڑون نے جسم کو تباہ کر دیا خاک سے
پیدا ہوے تھے خاک ہی مین مل گئے عدم و وجود دونون برابر ہو گئے
اب سوچنا چاہیے کہ کون موقع تکبر اور گھمنڈ کا آدمی نے کسوقت پایا
تھا اور کس بھروسے پر اترایا تھا انسان کو چاہیے کہ ایسے سچے حال
سوچکر اور اپنی اصلیت کو دیکھکر مثل خاک کے فروتنی اور انکسار
عاجزی اور وقار سے بیماری تکبر کی دور کیا کرے

چھٹی بیماری غرور کی

غرور تکبر گھمنڈ عجب نخوت ظاہرا یہ الفاظ ایک ہی مریض پر بولے
جاتے ہین مگر فرق انکا بہت باریک ہے جسکا بیان فہم صبیان کے

انجان تا سن بلوغ نیک و بد کی نہین پہچان پھر جو عالم نوجوانی و جوانی آیا شکیل و جمیل ہوا علم و کمال سے عقیل ہوا پہلوان ہوا حکیم یگانہ ہوا حکومت اور دولت مین اسکندر و قارون زمانہ ہوا۔ صاحب خیالات بلند و کمالات ارجمند ہوا باوجود اس علمیت اور ثروت اور حکومت اور خوبصورت ہونے کے پیٹ مین غلاظت مثانہ مین پیشاب ناک مین رینٹ آنکھ مین چیپڑ کان مین میل ایسا کہ جو ایک دن شست و شو نہ کرے تو ہزارون جسمانی زہریلے سانپ بچھو اندر ہی اندر پیدا ہوتے ہین اور بیماری کا زہر اوگلتے ہین آمد بیماری سے جاہل اندرونی حالات سے غافل اگر ایک دانت یا اُنگلی مین درد ہو تو شدت تکلیف سے سارا عالم اندھیرا دکھائی دیتا ہے کوئی ایسا نہین کہ اُسکی بیماری اپنے اوپر اُتارے دوا مرض کے موافق نہین ہوتی تشخیص بیماری کے مطابق نہین ہوتی ضعف سے جسم ڈھلتا ہے دل دماغ کلیجا سب دہلتا ہے اولاد کی تمنا مین بے قرار ہے اور اگر اولاد نصیب ہوئی اور مر گئی تو اُسکی موت کے روک رکھنے مین ناچار ہے دولت ملک و ثروت کچھ نہین کام آتی ہے رفیقون کی حالت بُری دکھائی دیتی ہے اس جوانی اور کمال مین بھی آدمی ذلیل و خوار اور محض بے اختیار ہے اگر کوئی عضو بیکار ہو گیا تو بنا نہین سکتا ناطاقتی سے کوئی بوجھ اُٹھا نہین سکتا صحت یقیناً اپنے

تکریم کرنا یہ بزرگی ہمارے لیے کیا کم ہے اور اہل دولت جنھون نے مال وزر سے نفع رسانی خلایق کی ہے اور اپنے روپیہ سے اچھے اچھے کام دنیا مین کیے ہین اُن کو یہ غرور ہے کہ ہمارے عمل نیک اور خیرات ومبرات کا اجر و ثواب ضرور ملے گا غرضکہ طرح طرح کے غرور نے اہل نسب فقرا علما دولتمند وغیرہ کو بیمار کر رکھا ہے مگر اُنکے دلون پر باریک پردے غفلت کے اور تاریک ابر جہالت کے چھا گئے ہین کہ وہ ہوشیار ہونے نہین دیتے ہین

علاج

ایسے بیمارون کو چاہیے کہ اپنی سمجھ کو جانچا کرین یہ خیرات ومبرات وصدقات جو عمل مین لائے اور لوگون کو نفع پونہچایا اگر یہ مال ڈکیتی اور حق تلفی سے جمع ہوا تھا پھر اجر و ثواب ایسی شے پر کیون کر ملے گا بلکہ مواخذہ دار اُسکے ہوے جسکا مال تھا یا آباواجداد اور اپنے اعمال حسنہ سے محبوب اور مقبول ہوے تھے اُنکی محبت سے تم محبوب کیونکر ہوسکتے ہو اُنکے پیٹ بھرنے سے تم کیونکر شکم سیر ہوسکتے ہو یہ سراسر غفلت اور غرور ہے کہ باپ کے محبوب ہونے سے بیٹا بھی ضرور محبوب ہوگا یا اگر باپ مرد و خدا و خلق خدا تھا تو چاہیے کہ بیٹا بھی ویسا ہی ہو یہ بھی

موافق دشوار ہے عجب اور گھمنڈ اور نخوت یہ سب تکبر اور غرور کی
شاخین ہین عجب والا یہ سمجھتا ہے کہ مجکو جو معلوم ہے وہ کامل طور پر
حاصل ہے کچھ اندیشہ زوال نہین اب تحصیل فضول ہے تکبر مین تکبر
کرنے والا اور سبب تکبر یعنے جس بات سے تکبر کرتا ہے اور جسپر تکبر
کرتا ہے۔ یہ تین امر داخل ہین غرور مین شخص مغرور اور سبب غرور و
امر ہین۔ تکبر غیر پر ہوتا ہے اور غرور اپنے نفس پر۔ چونکہ مغرور حقیقۃ الحال
سے غافل رہتا ہے بوجہ اپنے خیالات اور اوہام پر جمجاتا ہے اور
ہوشیار نہین ہوتا۔ فقراے کاملین درویش صورت کا جوش و خروش
اس امید پر ہوتا ہے کہ خدا کی رحمت بہت وسیع ہے وہ آمرزگار رحیم
کریم اور غفار ہے۔ ہمارے اعمال بد کا بدلا لینا ایسے خطا بخش عطا پاش
جرم پوش کی رحیمی سے بعید ہے اور اکثر اشخاص فاسق و فاجر کو یہ غرہ
ہوتا ہے کہ ہمارے آبا و اجداد مقبول خدا اور بزرگی و کمالات مین مشہور
زمانہ تھے پس جسکو آبا و اجداد سے محبت تھی اولاد کے ساتھ بھی ضرور
ہوگی۔ ہمکو انکی مقبولیت و بزرگی کافی ہے اور اکثر علما و فضلا اپنے
مواعظ ارجمند اور تصانیف سودمند پر مغرور ہین کہ ہمسے چشمہ فیض و ہدایت
جاری ہوا ہے۔ ہماری کتابون سے مشرق و مغرب مین فیض پونہچا
ہے ہمکو یہی عمل حسن کافی ہے ہزارون کا جھکنا سیکڑون کا ہماری تعظیم و

بخل نہایت بری بیماری ہے قدرے سمجھنے جاننے والے سب طرح ہوتا ہے
پانون کا بخیل وہی ہے جسکا قدم خدا کی راہ پر نہ چلے زبان کا بخیل وہ ہے
جو سعی و سفارش کسی کی نہ کرے جان کا بخیل وہ ہے جو بموا قع مناسب
جان چرائے ۔ مگر اکثر بخل کا اطلاق مال ہی پر ہوتا ہے اور بخیل اُسی
کو اکثر کہتے ہین کہ باوجود مقدرت سیم و زر کے خرچ نہ کرے اور مال کے
جمع کرنے اور خرچ سے بچانے کی فکر مین تحلیل ہوا کرے ۔ جب یہ بیماری شدت
پکڑتی ہے تو بخیل اپنی ذات پر بھی کچھہ خرچ کرنا پسند نہین کرتا ہے
یہانتک کہ اپنی صحت اور تندرستی کے لیے بھی خرچ کرنا اُسکو ناگوار ہوتا ہی
اور زیادہ اس سے کیا بیماری ہوگی کہ بخیل سے خود اُسکو اور دوسرے کو
کسی طرح کا نفع نہین پونہچتا ہی

علاج

چونکہ اکثر یہ بیماری متعلق بمالداری ہے اور ضد اس بیماری کی سخاوت
اور وہ بھی متعلق بمالداری ہے پس بخل اور اُسکی جڑ مال ہی ٹھہرا مال
کے بخل کرنے پر آدمی بُرا کہلاتا ہے اور مناسب مقامون پر صرف
کرنے سے سخی کہا جاتا ہے اور بخیل اگر اپنی ہی ذات کی راحت
کے لیے خرچ کرتا ہے تو وہ نفس پرور بخیل ہے اور جو دوسرے پر

نادرست اور غیر ممکن ہے۔ نسب پر غرور اور گھمنڈ کچھ کام نہ آئے گا اپنی
کرنی اپنی بھرنی۔ حضرت نوح اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کی بزرگی
نے اُنکی اولاد کو کیا فائدہ بخشا ابو لہب کو کہان نجات ہوئی جو شخص
ننگ خاندان اور خلاف طریق آبا و اجداد ہوگا اُسکی قدر و قیمت گھر
باہر کہین نہوگی اور وہ لوگ جو خدا کی وسعت رحمت پر غرہ کیے بیٹھے
ہین اور عمل نیک چھوڑ دیا ہے یا ہزارون تسبیح اور سیکڑون رکعت نماز
ادا کرتے ہین مگر جھوٹ بولنا اور مال مردم خوری غیبت و حسد و فحشگوئی
وغیرہ یہ سب باتین نہین ترک کی ہین پھر وسعت رحمت اُنکے کیا کام
آئے گی غرضکہ اُن کو یہ ضرور سمجھنا ہوگا کہ خدا عادل ہے منتقم ہے جو جیسا
کرے گا ویسا ہی اُسکی سزا ہوگی اور فرض کیا کہ عالم کی ہدایت سے
ایک عالم فیضیاب ہوا مگر عالم کے دل کی بیماری تو نہین گئی کہ خود اُسمین
کیسے کیسے روگ غرور او تکبر اور ریا کے لگ گئے ہین۔ لوگون کی تعظیم
و توقیر نے اُنکے نفس کو موٹا کر دیا ہے۔ ایسے علما اپنی مدح و ثنا کے منتظر
رہتے ہین بہر کیف اِس بیماری والے کو خبرداری اور ہوشیاری اور
تاک جھانک نفس کی رکھنا بہت ضرور ہے اور کچھ دوا اِس بیماری
کی تکبر مین ہمنے لکھی ہے

ساتوین بیماری بخل کی

...ینی تکلیف دور ہونے کے لیے دلون مین اُسکے موت کی تمنّا رکھتے
...ہین پس جو چیز کہ سبب اسقدر دشمنی کا ہو اُسکی محبت بجا ہے بخیل کے
واسطے جنت کا دروازہ بند ہے

...بخیل ار بود زاہدِ بحر و بر بہشتی نباشد بحکمِ خبر

آٹھوین بیماری حرص و طمع کی

انسان کے خمیر اور سرشت مین ہوا و حرص شامل ہے لہذا یہ بیماری
اُسکی خلقت مین داخل ہے مال و منال کی تمنا مین بے اختیار ہے
بدین وجہ اس بلا مین گرفتار ہے جب یہ مرض حد سے متجاوز ہوتا ہے
اُسوقت انسان بیمار کہلاتا ہے کیونکہ زیادتی طمع و حرص مین برے
افعال صادر ہوتے ہین دوسرون کا مال تاکتا ہے جھوٹ بولتا ہے
چوری ٹھگی قتالی کرتا ہے غلبۂ حرص و طمع سے ہروقت بدنیت
رہتا ہے اور کسی طرح حریص کا پیٹ خواہشون سے نہین بھرتا ہے
اگر نصف دنیا کا مالک ہو جاے تب بھی بقیہ کا طالب ہوگا ایک
پہاڑ سونے کا ملجاے تو دوسرے تیسرے کی طمع سے ہاتھ نہ اُٹھائیگا
بلکہ یہی خواہش بڑھتی جائیگی کہ جو کچھ دنیا مافیہا مین ہے سب مجھی کو
ملے اور کوئی میرا شریک اور مساہم نہ ہے

بھی امساک کرتا ہے تو مجرد کنجوس اور بخیل ہے محبت مال خست اور بخل کی
بنیاد ہے اور محبت کا جانا جبتک محبوب اُسکے پاس سے ہٹایا نہ
جاوے غیر ممکن ہے اور اگر محبوب بالجبر ہٹایا گیا تو اُسکے رنج مین اندیشۂ
تلف جان ہے صبر کرنا دشوار ہے غرضکہ ہم یہ علاج نہین بتاتے کہ
مال جو اُسکا محبوب ہے بالجبر ہٹایا جاوے بلکہ یہ نسخہ لکھتے ہین کہ بخیل
موت کو جو سچی بات ہے یاد کیا کرے اور زندگی کو نقش برآب سمجھے
روزمرہ یہ امر بدیدۂ ظاہر دیکھا کرے کہ آج لڑکے جوان بڈھے اُسکے
پیش نگاہ کتنے مر گئے پھر اپنی زندگی کا کیا بھروسا ہے اور وہ جو مر گئے
اپنے مال سے کیا ساتھ لے گئے یہ چونکہ بخیل کے دل مین یہ بھی خیال
رہتا ہے کہ ہمارا مال ہمارے قائم مقام اولاد کے کام آئے گا پس
اس خیال کا یقین کیونکر ہو سکتا ہے اگر اولاد صالح ہے تو ضرور اچھے
کامون مین خرچ کر ڈالے گی جسکا صدمہ روح بخیل پر پہونچے گا اور اگر
طالح ہے تو بیجا خرچ کر کے مفت اوڑا دے گی اور اگر بخیل ہی ہوے
تو اُسکا یہ سوچ کہ اولاد کے کام آے گا تصور غلط ہوا اور بخیلان مردہ کے
حالات بھی بخیل سوچا کرے اور ایسے سچے تصورات سے اُسکو فرور
عبرت ہوگی اور یہ بیماری کم ہو جایگی اور بخیل بیقین سمجھے کہ دنیا مین اُسکا
کوئی دوست نہین ہے اُسکے اولاد و اقارب بھی جلد وارث بننے اور

ملتی اور معلوم بھی نہین کہ ملے یا نہ ملے یہ بھی سوچے کہ اُسکو بھی کوئی چیز
جو دکھائی نہین دیتی ڈھونڈھ رہی ہے یعنی موت اُسکے پیچھے لگی ہوئی
ہے اور وہ تو ضرور اُسکو ڈھونڈھ لیگی اور حرص و طمع سب رکھی رہجائیگی
پنجم یہ ہے کہ اگر ایک مہینے کے لیے بقدر کفایت ضرورت لابدی اُسکو
حاصل ہے تو اُسیوقت سے آیندہ کے لیے مضطر نہو جو رزق مقدر ہے
وہ ضرور ملے گا ششم یہ ہے کہ حرص و طمع کی آفات کو ضرور غور کرے
کہ انمین کیسی کیسی بلائین پیش آجاتی ہین ہفتم یہ ہے کہ آدمی زندگی
بسہولت بسر کر سکتا ہے قدر ضرورت پر صبر کرنا اور اُسی کے لیے
کوشش اور محنت کرنا باعث فارغ البالی افکار جانگاہ سے ہے دیکھو
حکماے الٰہی خصوصاً ہمارے خیر الحکیم پیغمبر اسلام علیہ السلام نے کس قناعت
سے بسر کی جسکا ذکر تمام مورخین نے کیا ہے۔ اور بہت سی لوگون
نے غذاے لطیف اور پوشاک عمدہ اور چاندی سونے کے پلنگ اور
مکانات بلند و نفیس مین بھی ساتھہ کمال افکار اور ازدیاد امراض حرص
وہوا کے دنیا بسر کردی ہے۔ اور اچھے لوگون نے چٹائی تخت مختصر
مکان اور روکھی سوکھی روٹی بلکہ آب دریا اور برگ و بار صحرا کی غذا مین
بھی بلا اندیشہ و اضطرار اچھی طرح بسر کی ہے وہ بدنام رہے یہ نیکنام
ہوے۔ اور یہ امر تجربہ اور امتحان سے ثابت ہے کہ حریص اور طامع

علاج

قناعت اس بیماری کی دوا ہے مگر طبائع شمول شربت تلخ صبر کے صحت دشوار ہے لہذا چند تدبیرین مختصر واسطے کمی بیماری حرص وطمع کے بیان کرتے ہین اول یہ ہے کہ آدمی اپنے سے کم رزق کم مال کم خواہش والون کو دیکھے اور اُنکے حالات کو سوچا کرے کہ وہ لوگ کس کشادہ پیشانی اور میانہ روی سے بسر کرتے ہین اور اپنی دردسری اور جانکاہی کو جو ہر وقت رہتی ہے اُسکو بھی غور کرے تو غالب ہے کہ کسی قدر قناعت حاصل ہوگی اور صبر کا بھی متحمل ہوگا دوم یہ ہے کہ ارباب حرص وطمع اور اصحاب قناعت کے حالات بہت دیکھا سُنا کرے پھر اُنکی ذلت اور خواری عزت ووقار اور جو کچھ دنیا مین چھوڑ گئے ہین دیکھے تو یقین ہے کہ اضطراب جاتا رہے گا سوم یہ ہے کہ فضولیات کے خرچ کا دروازہ اپنے اوپر آہستہ آہستہ بند کرے اور بقدر کفاف اور بسر اوقات کے قناعت کرے اگر تنہا ہے تو بقدر شکم پروری اور تن پوشی کے خواہش رکھے اور اگر متاہل ہے تو اہل وعیال کے ضروریات مین بھی فضولخرچی کا راستہ بند کرے چہارم یہ ہے کہ حرص وطمع کی وجہ سے جس چیز کو وہ ڈھونڈھتا ہے اور نہیں

ینہ اور غصہ محسود کی طرف سے بھرا رہتا ہے ایذا رسانی کی فکر مین
بھی رہتا ہے اور ہر وقت زوال نعمت کا منتظر رہتا ہے اور ان ہی
برائیون کی آگ اُسکے دل مین بھڑکتی رہتی ہے جس سے حاسد کا
کا دل اور جسم جلتا ہے اور اُسی کا نقصان ہوتا ہے اور حاسد
یقیناً جانتا ہے کہ مجھ مین یہ بیماری ہے مگر اقرار نہین کرتا اور بعض
اوقات شدت حسد سے بول اُٹھتا ہے کہ ہمسے دیکھا نہین جاتا ہے
غرضکہ ہر وقت حاسد کوفت اور غم مین مبتلا رہتا ہے جب کوئی بات
محسود کی اچھی سنتا ہے نہایت صدمہ اُسکے دلپر آتا ہے دین و دنیا
دونون کا نقصان خود حاسد پر گزرتا ہے دین کا نقصان تو ظاہر
ہے کہ اللہ کی دی ہوئی نعمتون کا جو بمصالح الٰہی عطا ہوئی ہین بُرا
چاہتا ہے تو دشمن نعمت خدا ہوا اور دنیا کا نقصان اس سے زیادہ
کیا ہوگا کہ غیر کی نعمتین دیکھکر اپنے جسم و جان کو تحلیل کرتا ہے اور اگر
یہ حسد ہے کہ مجکو بھی بلا زوال اُسکی نعمت کر ویسا ہی ملے تو بیماری
نہین اسکو غبطہ کہتے ہین اور اگر ظالم پر بہ نیت زوال حسد کرتا ہے
وہ بھی بیماری نہین بلکہ اُسکے ظلم کی وجہ سے زوال چاہتا ہے غرضکہ حسد
بہت بُری بیماری ہے

علاج

اہل دنیا کی نظر مین ذلیل وخوار رہتا ہے اور صاحب قناعت ہمیشہ باعزت اور ذی وقار رہتا ہے غرضکہ آبرو اور عزت قناعت کی اور بیحرمتی اور ذلت طمع وحرص کی ایسی نہین کہ حریص اور طامع بھی اُس سے انکار کرے اور تمام کتب اخلاق اُسکی تعریف اور خوبی اور اسکی مذمت سے بھری ہین اور ایک بلائے عظیم تو اس بیماری کی ظاہر ہے کہ جسکو حرص اور طمع ہوتی ہے اُسکو دنیا کے لوگون سے بہت حاجت رہتی ہے اور جسمین کم ہوتی ہے اُسیقدر اُسکو اہل دنیا سے احتیاج بھی کم ہوتی ہے

شعر

کاسۂ چشم حریصان پُر نشد　　تا صدف قانع نشد پُر دُر نشد

نوین بیماری حسد کی

یہ بیماری عالمگیر ہے۔ کم کوئی محفوظ رہا ہے چونکہ اس بیماری کا بیان موافق فہم صبیان آسان نہین لہذا مختصر اُنکی سمجھ کے موافق لکھے دیتے ہین۔ کسی کی نعمت وراحت اور اُسکی بھلائی دیکھکر جلنا اور یہ تمنا کرنا کہ اُسکی نعمت جاتی رہے اسکو حسد کہتے ہین اس بیماری کی وجہ سے حاسد مین چند بُرائیان پیدا ہو جاتی ہین۔ محسود کی بدگوئی کرتا ہے اُسکو مستحق نعمت نہین سمجھتا ہے بدگمان رہتا ہے

دسوین بیماری غیبت کی

اس خراب بیماری مین باریکیان ایسی ہین کہ خود بیمار اُنکو کمتر جانتا ہے
حقیقت اس مرض کی یہ ہے کہ کسی خاص شخص کے ایسے حالات
بیان کیے جاوین جنکے سُننے سے اُسکو ملال ہوا ور بُرا مانے وہ حالات
شخص مذکور کے قولی ہون یا فعلی مالی ہون یا بدنی اور نسبی کسیکو پیٹھ پیچھے
یہ کہنا کہ وہ پنیچ ذات ہی یا گنجا کنجوس منحوس لُنجا بدکار بدمزاج نامرد
بدتمیز چور شرابی زانی فاسق فاجر ہے یا بالکل بخیل مسرف کاذب بدقول
متکبر نفس پرور ظالم کافر ہے یا بدصورت مَیلا کُچیلا بدچلن ترشرو تندخو ہی
اگر یہ سب باتین اُسمین ہین تو غیبت ہے ورنہ اتّہام ہے اور اگر
سُنی سُنائی ہین تو اُسکا کیا اعتبار اُسکو افک کہتے ہین غیبت کرنا اور
سُننا دونون حرام ہین کیونکہ سوا ایذا رسانی اور توہین اور ہتک آبرو
کے اور کچھ حاصل نہین سُننے والے کو تعجب ہوتا ہے غیبت کرنیوالے
کا دل اُس تعجب سے خوش ہوتا ہے اور ظاہرا غیبت کرنیوالے کا
مقصود اور سبب غیبت غیر ازین کچھ نہین کہ اپنا حسد اور غصہ اُتارتا ہی
اور آپس مین عداوت بڑھاتا ہے یا اُسکی حقارت کرتا ہے اپنے
آپ سے بدتر سمجھتا ہے یا جلسے کے لوگون کا دل خوش کرتا ہے

اس بیماری کی دوا مشکل اور بہت کڑوی ہے کیونکہ غصہ اس بیماری کی جڑ اور حقد یعنی کینہ شاخین اور حسد اسکا پھل ہے۔ جڑ کا کھودنا بلا نفس کشی اور ریاضت شاقہ کے دشوار ہے اور علم اسکی دوا اور اسپر عمل کرنا کڑوی دوا کا پینا ہے جسکا بیان بہت طویل ہے اطفال و بستان کو سمجھنا اسکا مشکل ہے مگر مختصر نسخہ تحریر ہوتا ہے اگر آدمی اسکی مداومت کرے تو شاید عارضہ حسد طول نہ پکڑے حاسد کو یہ سوچنا چاہیے کہ مجکو بھی خدا نے کچھ نہ کچھ نعمتین عطا فرمائی ہین کوئی نہ کوئی میرا حاسد بھی ضرور ہوگا کیونکہ دنیادار اس مرض سے خالی نہین ہے پس جبکہ حاسد کا حاسد بھی موجود ہے تو اپنے دشمن سے بچتا رہے مبادا بدگوئی یا ایذا رسانی وغیرہ سے اسپر آنچ آجاوے۔ اپنا دشمن درکمین ہے پھر دوسرے کی دشمنی مین بیفائدہ اندوہگین اور غمگین ہے علاوہ اسکے یہ فکر کرے کہ محسود سے دوستی پیدا ہوجاوے اور اسکی نعمتون سے بذریعہ محبت و اتحاد نفع اٹھاوے۔ یعنی اسکی نعمتون اور اچھی باتون کا حاضر و غائب ثناخوان رہے اور برے افعال کی پردہ پوشی کرتا رہے خود بخود محسود کو خوشی اور محبت پیدا ہوجائیگی۔ یہ جو کچھ بیان ہوا اس مین چندان نفس کشی اور محنت شاقہ بھی نہین ہے اور کچھ کچھ دوا اس بیماری کی اور امراض کی بیان مین معلوم ہوتی رہے گی

غیبت بہت بڑی بیماری زبان کی ہی جس سے بچنا بہت مشکل ہے اور حکماے الٰہی نے بدگمانی کو بھی کہ دل سے متعلق ہے غیبت مین شمار کیا ہے بہرکیف اس بیماری کی دوا بہتر اس سے نہین ہے کہ انسان کم سخن کم گفتار ہو جاوے جسکی وجہ سے صاحب وقار اور بردبار ہو جاے اور یہ بھی دوا ہے کہ بے عیب ذات خدا کی ہے انسان اپنے عیوب آپ سوچے اور سوچکر یہ خیال کرتا رہے کہ میرا غیبت کرنیوالا بھی کوئی ضرور ہوگا پھر مجکو دوسرے کی غیبت کرنے سے کیا فائدہ ہے اور بڑی دوا یہ ہے کہ جو اسباب غیبت کے ہون اُنکو دل سے دور کرتا رہے اور بعضی غیبت تو ایسی ہے کہ اُسکا معاملہ نازک خدا کے ساتھ ہو جاتا ہے مثلاً اگر کسی کی بدصورت ہونے مین کی تو صانع مطلق کی صنعت کی غیبت کی ایک درویش کو جو صفات جمیلہ مین مشہور تھے بادشاہ نے باشتیاق تمام بلاکر ملاقات کی سیرت جمیلہ پر خیال نہ کرکے اُنکی صورت پر بادشاہ ہنسا اُس باخدا نے کہا کہ مٹی کو ہنستے ہو یا کمہار کو۔ بادشاہ اس نصیحت کو سُنکر بہت رویا اور عذر خواہ ہوا غرض یہ ہے کہ غیبت سے ہر طور بچنا واجب ہے ایک خاموشی ہزار آفتین ٹالتی ہے اور غیبت سُننے والے کو یقین کرنا چاہیے کہ یہ شخص میری غیبت بھی دوسری جگہ کریگا یا کرتا ہوگا بمصداق ؎

یا اپنا کوئی عیب چھپایا ہی یا صرف دلگی اور تمسخر بیفائدہ منظور ہو اور چغلخوری بھی قریب قریب غیبت کے ہے بلکہ چغلی کھانے مین خاص مطلب ضرر رسانی کا ہے لیکن واضح رہے کہ چند غیبتین ایسی ہین کہ بضرورت زبان سے نکلتی ہین جیسے مظلوم نے بامید دادرسی حاکم عادل کے سامنے ظالم کا حال بیان کیا یا گواہ کی عادت دروغگوئی ظاہر کی اُسکی بد اطواری کا حال حاکم سے بیان کیا تا کہ احقاق حق مین غلطی نہو یا کسی سزاے ناحق اور آفت ناگہانی سے کسی بندہ خدا کو بچانا یا کسی دوست کو اُس کے نوکر کی بد اندیشی اور عیوب سے آگاہ کرنا یا کوئی شخص جو عیب مین مشہور زمانہ ہے کسی ناواقف کو اُسکے عیبون سے آگاہ کر دینا یہ سب غیبت مین شمار نہوگا باقی ہر قسم کی عیب جوئی اور بدگوئی غیبت ہے

علاج

چونکہ غیبت اکثر متعلق بزبان ہے اور زبان کی بیماریان بہت ہین جھوٹ بولنا جھوٹا وعدہ کرنا ٹھٹھا مسخرا پن چغلخوری افشاے راز کلام بیفائدہ بیموقع تعریف یا ہجو کرنا بے قسم کھائے بات نہ کہنا فحش بکنا لغویات کا ذکر کرنا مہملا شعر و سخن کہنا باتون باتون مین عداوت پیدا کرنا یہ سب باتین اور ایسی ہی بہت سی بیماریان فساد انگیز فتنہ خیز زبان کی ہین اور منجملہ بیماریون کے

پر امر اسکے نزدیک بلا ضرورت خوشامد اور تعریف بیجا کرنا تلف حق مین جھوٹی گواہی دینا ان سب مواقع مین جھوٹ حرام ہے حاکم کو ہر طور سے مناسب ہے کہ دروغ گو سے مواخذہ کرے مگر واضح رہے کہ چند مقام مین جھوٹ بولنا جائز ہے اسواسطے کہ وہ مواقع مصلحت آمیز ہوتے ہین جن مین گنجایش بدنیتی کی نہین ہوتی۔ مثلاً جابر سے انکار کرنا کہ میرے پاس مال نہین یا کسی کے افشاے راز مین اپنی واقفیت سے انکار کرنا یا غنیم سے اپنے ارادہ و عزم کو جھوٹ بولکر چھپانا بشرطیکہ انجام اُس ارادے کا متعلق بدفع شر و حصول خیر ہو یا کسی ایماندار کا ظالم بے ایمان سے جھوٹ بولکر جان بچانا یا دو شخصون مین رفع عداوت اور اختیار مصالحت کے واسطے بقدر ضرورت جھوٹ بولنا یا بمصالح خانگی و رفع نزاع ازواج از قبیل طمع دہی و اظہار فرط محبت ایک زوجہ سے بہ نسبت دوسرے کے یا لڑکون کو تعلیم اور تربیت کے لیے دھمکانا یا بیمار کی دلدہی کے واسطے کچھ جھوٹ بولنا ایسی دروغ گوئی لائق مواخذہ نہین۔ دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز کے یہی معنے ہین

بارھوین بیماری خوشامد کی

یہ بیماری تمام عالم مین دائر و سائر ہو رہی ہے خصوصاً امرا و اہل دولت

ہر کہ عیب دگران پیش تو آورد و شمرد ٭ بیگمان عیب تو پیش دگران خواہد برد

اگر غیبت صادر ہو تو عذر خواہی بھی بہترین صفات سے ہے اور حکماے الٰہی نے فرمایا ہے کہ غیبت کرنیوالے کی نیکیاں چھین لیجاتی ہین اور جسکی غیبت کیجاے اُسکو عطا ہوتی ہین اور فی زمانناکوئی جلسہ کوئی محفل ایسی نہین ہے جسمین غیبت نہوتی ہو اللّٰھم احفظنا

گیارھوین بیماری جھوٹ بولنا

جھوٹ بولنا جھوٹا وعدہ کرنا جھوٹی قسم کھانا یہ بیماریان نہ فقط بلاے جان ہین بلکہ آفت ایمان دروغگو کی نیت مین فریب دغابازی ضرر رسانی ضرور ہوتی ہے اور نتیجہ بد اس بیماری کا یہ کیا کم ہے کہ دروغگو کی سچی بات سچی قسم سچا وعدہ بھی لایق اعتبار نہین سمجھا جاتا غرضکہ بے اعتباری فریب دغابازی مردم آزاری یہ سب جھوٹ کی بدولت ہی

علاج

اس بیماری کی بہتر دوا وہی ہے جو غیبت مین بیان ہوئی یعنی کم سخنی اور زبان کو بند رکھنا بہت بہتر ہے جب یہ باتین یعنی کم سخنی وغیرہ اختیار کرے گا پھر رفتہ رفتہ بدنیتی بھی کم ہو جائیگی حظ نفس اور دنیا طلبی کے واسطے تجارت مین فائدہ اُٹھانے کی غرض سے ایفاے وعدہ

اپنی صحبت مین بار ندیوے امراے زمانہ جو عقل سے بیگانہ ہین وہ بہت خوشامد دوست ہوتے ہین اور اکثر خوشامدی اُن ہی کے دربار والے ہوتے ہین - بڑے افسوس کی بات ہے کہ جو صفت عمدہ انسان مین نہین ہے وہ خوشامد کرنے والے کی وجہ سے سمجھتا ہے کہ درحقیقت مجھہ مین ہے اور اپنی حقیقت کو نہین سونچتا خوشامد پسند کے دل پر سُنتے سُنتے غرور کا پردہ پڑجاتا ہے پھر اُسکو مودب مہذب اور لئیق آدمی سے نفرت ہوجاتی ہے خوشامدی کو ہمیشہ جھوٹا سمجھنا چاہیے اور اُسکی غرض کو دیکھنا چاہیے کہ یہ برخلاف اور لوگون کے ہماری اِسقدر کیون تعریف کرتا ہی کچھہ نہ کچھہ غرض اُسکی پائی جائیگی سیہرطور خوشامدی کو اپنی صحبت سے دور کرنا مقتضاے عقل و دانش ہے

تیرھوین بیماری غصہ و غضب کی

اس بیماری کا حال سب جانتے ہین رویش بین جالش ہیر بس جسکو غصہ آتا ہے اور جسکے دل مین یہ آگ بھڑک اُٹھتی ہے اُسکی عقل اور ہوش و حواس سب جاتے رہتے ہین بدن کا تھرتھرانا چہرے کا سرخ ہوجانا آنکھین نیلی پیلی ہوجانا قدم ڈگمگانا ناک بھوین چڑھانا پیشانی پر شکن آجانا کلام مین لغزش ہونا فحش اور گالیان بکنا حرکات غیرارادی کا صا

کے یہان خوشامدی بہت جمع رہتے ہین اور یہ وہ زمانہ ہے کہ علما بھی خوشامد
دوست ہوگئے ہین پس جو شخص خوشامد دوست ہو وہ بھی بیمار ہے
اور وہ ہرگز تربیت یافتہ اور مہذب نہ شمار کیا جاے گا چاہے کیسا ہی
بڑا آدمی از روی علم و دولت ہو خوشامد کرنیوالا تو ضرور اپنی غرض سے جھوٹی
خوشامد کرتا ہے مگر وہ بیمار خوشامد پسند جو کہ جھوٹ کو پسند کرتا اور اپنے کو
ویسا ہی سمجھتا ہے وہ مجنون سے بدتر ہے ایک بدصورت کو خوبصورت
اور نادان کو عاقل کہنا یہ تو جنون ہے ہی مگر یہ جنون مطبق ہے کہ خوشامدی
کی وجہ سے وہ بدصورت نادان اپنے تئین خوبصورت اور عاقل سمجھے
اور یہ خوبی اسکے دل مین جم جاے۔ غرضکہ یہ بیماری مالیخولیا کی بیماری سے
بڑھی ہوئی ہے

علاج

انسان کو چاہیے کہ جو اچھی بات اسکو حاصل ہے اور جو کمال خدا
نے اسکو عطا کیا ہے اگر اسکی تعریف کوئی کرے تو وہ بھی پسند نہ کرے
اور یہ بات سوچے کہ اس خوشامدی کی باتین مجھ مین ہین یا نہین اگر
ہین تو شکر خدا بجالاوے اور خوشامدی کو منھ کھولنے کی اجازت نہ دے
اور اگر جھوٹ خوشامد کرتا ہے تو صاف کہدیا کرے کہ تو جھوٹا ہے بلکہ اسکو

اگر وہ حرارت بالکل سرد ہو جاوے تو آدمی مرجاتا ہے پس معلوم ہوا کہ غصے
کا ہونا انسان و حیوان مین ضرور ہے اور غلب کہ کوئی مخلوق اس حرارت
سے خالی نہو۔ یہ مختصر حقیقت غصہ اور غضب کی ہی جو بیان ہوئی۔ اور
سبب غصے کا اور اس آگ کے بھڑکنے کا تو اکثر محبت ہی بیان ہوا
ہے اور کہا گیا ہے کہ غصہ محبت کا تابع ہے کیونکہ انسان دنیا مین
بہت سی چیزون سے محبت رکھتا ہے اور بہت سی چیزون سے
عداوت بھی رکھتا ہے جب اپنے محبوب سے منع کیا جائیگا اور روکا جائیگا تو ناگوار
ہوگا اور حرارت مشتعل ہو گی وہی غصہ ہے۔ اور کم عقلی اور جہالت سے تو
یہ آگ ایسی بھڑکتی ہے جسکا حال اوپر بیان ہوا کہ انسان کو اندھا بہرا
سب کچھ کر دیتی ہے اسمین محبت امور دنیا کی ہو یا دین کی۔ دنیا مین
تکبر غرور شیخی حب جاہ و مال سے کم کوئی خالی ہے اب اگر دنیا
کی محبت کی چیزون سے انسان منع کیا جاوے اور روکا جاوے
تو ضرور غصہ آجاتا ہے فاسق کو فسق سے عالم کو تحصیل اور تشہیر علم سے
زاہد کو زہد سے بدمعاش کو بدمعاشی سے جب منع کیا جاے گا تو
ناگوار ہوگا اور غصے کی آگ ضرور بھڑکے گی لڑکون کو کھیل تماشے اور
خراب عادتون سے جو اُن کو محبوب ہو رہی ہین روکنے مین غصہ ہی
آجاتا ہے اور درد والم بھی بعض اوقات غصے کا سبب ہوتا ہی مگر ہر درد

ہونا ہونٹھ چبانا دانت پیسنا آنکھون سے آنسو بہانا اپنے نقصان پر آمادہ
ہو جانا یہ سب حالات غصے مین ظاہر اور طاری ہوتے ہین غصے والا
آدمی اندھا بھی ہو جاتا ہے غصے کے وقت اُسکو نیک و بد کچھ نہین
سوجھتا ہے۔ بہرا بھی ہو جاتا ہے کسی کی نصیحت اور فہمایش کچھ نہین
سُنتا اپنے ہاتھ پانون بھی ٹپکتا ہے شدت غصہ سے مر بھی جاتا ہی
اپنے تئین ہلاک بھی کرڈالتا ہے حال اُسکا درندا ور بہایم سے بھی
بدتر ہو جاتا ہے پس جس بیماری کا حال ظاہر ظہور ایسا ہوتا ہے
اُسکی تفصیلی کیفیت بیان کرنا فضول ہے لہذا غصے کی حقیقت اور
اُسکا سبب اور دوا مختصر طور پر بیان کرنا منظور ہے

علاج

غصے کی حقیقت یہ ہے کہ خالق برحق قادر مطلق نے ترکیب جسمانی انسان
مین ازروی حکمت چار چیزون سے خمیر بنایا گرمی تری سردی خشکی جسکو
حرارت رطوبت برودت یبوست کہتے ہین وہی حرارت غصے کی
جڑ ہے جسکی جگہ قلب انسانی ہے۔ اور وہ ہر ہر رگ اور پٹھے اور گوشت
و پوست مین بذریعہ خون کے دوڑی دوڑی پھرتی ہے جب وہ حرارت
کسی سبب سے بھڑک اُٹھتی ہے تو جامۂ انسانیت کو جلا دیتی ہے اور

محبت ضروری تھی یا غیر ضروری اگر غیر ضروری ہے تو غصہ بھی غیر ضروری سمجھو۔ لڑکون سے پوچھو کہ کھیل کود کونسا ضروری امر تھا پس منع کرنے اور روکنے پر غصہ کرنا کہان ضروری ہوا یا فسق و فجور یا شراب خواری یا چوری کون ضروری باتین ہین جن سے منع کرنے اور روکنے پر غیر ضروری غصہ کرتے ہو کثرت مال اور حب جاہ جو غیر ضروری ہے اُسکے چھین لینے مین کیون غصہ کرتے ہو صبر اور تحمل چاہیے اگر بقدر حیات رزق ملا اور زائد و فضول سے روکے گئے اور غصہ آیا تو وہ غصہ بھی غیر ضروری ٹھہرا۔ بہرکیف اسباب غصے کے جو اکثر محبت سے پیدا ہوتے ہین اُنمین سے ضروری اور غیر ضروری دیکھنا چاہیے اور غصہ کے وقت آسمان کیطرف دیکھنا بہتر ہے خوف خدا کرنا لازم ہے اور کسی کام کا مرضی کے موافق نہونا اگر سبب غصہ کا ہوا ہے تو خدا کی مرضی کو مقدم سمجھنا ہوگا اور پانی سے منھ دھو ڈالنا اگر کھڑا ہو تو بیٹھ جانا اور نشست کیحالت مین لیٹ جانا یہ سب غصے کی فرو ہونے کی تدبیرین حکماے الٰہی نے بیان فرمائی ہین اور غصہ کیحالت مین کرسی عدالت پر اجلاس نہ کرنا چاہیے غرضکہ تحمل اور تصور کرنا غصے کے اسباب جا و بیجا کا بہتر ہے اور معلوم کرنا چاہیے کہ بالکل غصہ نہونا وہ بھی اکثر مقامات مین بیحیائی کا سبب ہوجاتا ہے کسواسطے کہ ضرر کے دفع کرنی

اور رنج کو غصہ لازم نہین ہے بعض وقت آدمی جو شدت درد کا متحمل
نہین ہو سکتا تو اپنے کو ہلاک بھی کر ڈالتا ہے اور فصد و حجامت وغیرہ
کے عمل مین جو درد و رنج ہوتا ہے اسمین غصہ نہین آتا - یا کسی کا کوئی
عزیز محبوب جب مرجاتا ہے وہان بھی غصہ نہین ہوتا کیونکہ جان چھین
لینے والا (بحکم خدا) یعنی ملک الموت اُسکے سامنے نہین ہے جسپر غصہ
اُتارے اور دنیا مین اسباب موت کے یون ہی دیکھے جاتے ہین ایسے
لہذا مجبوری غصے پر غالب آجاتی ہے اور مجبوری کے مقام پر کوئی
کیا کرسکتا ہے مثل مشہور ہے قہر درویش بجان درویش اور جاہل
لوگ بمقتضاے کم عقلی غصے کے بڑے بڑے نامی گرامی نام رکھ
لیتے ہین شجاعت جوانمردی تہور اور شیخی و تنک مزاجی سے صاف
کہتے ہین کہ ہم کیا کرین ہمسے فلان بات دیکھی نہین جاتی ہے کیا بزدل
بے عزت اور نامرد ہین جو چپ چاپ بیٹھے رہین اور غصہ نہ کرین ایسے
لوگ جنہون نے غصے کے ایسے ایسے عمدہ نام رکھے ہین بیجا جھگڑے
فساد بھی کیا کرتے ہین اور خصومت کی بیماری مین مبتلا ہو جاتے ہین
غصے کا علاج بہت مشکل ہے سوا حلم اور علم اور صبر کے کوئی علاج نہین
اور یہ متعلق بریاضت ہے جو مشکل در مشکل ہے مگر اتنا تو سوچنا ضرور ہی
کہ جب محبت کی چیز سے روکا گیا یا منع کیا گیا ہے وہ چیز اور اُس کی

الفاظ سے پکارا جائے گا ریاکار زیانکار بدکار مکار یہ سب لقب
ریاکار کے ہون گے اور مسلمانون مین تو ریاکار کا معاملہ بہت نازک
اور خطرناک ہے عابدون نے فقر و فاقہ اور تقلیل غذا کے ساتھ
عبادت کی مگر جب یہ دل مین بات آئی کہ ایسے اعمال سے لوگ
مجھے عابد سمجھتے ہین تو وہ عابد شرک اصغر مین گرفتار ہوگا۔ اکثر علما
فضلا زہاد امرا بادشاہ بوجہ ملاقات باہمی اور حاصل ہونے افتخار
اور وقار اور گرویدگی خلایق کے ریاکاری کی بیماری مین مبتلا ہوگئی
نماز روزہ اور حج و زکوۃ مین جب شائبہ بھی اس غرض کا آیا کہ لوگ
ہمکو متبرک حاجی مقدس سمجھین تو سب عبادت غارت ہوگئی واعظ
ناصح ہادیان طرق مستقیمہ اور صاحبان تصانیف عظیمہ کا مطلب جب
اپنی شہرت سے ہوا گو اُن باتون سے لوگ فائدہ مند ہوئے مگر انکا
شمار ریاکارون مین ضرور ہوگا۔ خیرات و مبرات و صدقات سے
جب اظہار تفاخر اور ایک دوسرے پر فوقیت مقصود ہووے تو وہ
اعمال کچھ کام نہ آئین گے۔ فرمایا جناب خاتم الانبیاء علیہ السلام نے
کہ ریا شرک اصغر ہے اور ریاکار خدا کے ساتھ تمسخر کرتا ہے اور یہ
بھی ارشاد ہدایت بنیاد ہے کہ سخی کہلانے کو سخاوت کرنا قاری
مشہور ہونے کو تلاوت کتاب اللہ کرنا بہادر کہلانے کو فی سبیل اللہ

مین اکثر غصے کی ضرورت ہے بہرکیف حکماے الٰہی نے کیا خوب فرمایا ہے اَلحُبُّ لِلّٰہِ وَالبُغضُ لِلّٰہِ محبت بھی اللہ کے واسطے چاہیے اور غصہ بھی اللہ کے واسطے ہو تو بہتر ہے نفس کا شمول خوب نہین چونکہ حب للّٰہ اور بغض للّٰہ کا مسئلہ بہت باریک ہے لہذا ختم کلام کرتے ہین غصہ کو ہر طور برا سمجھنا اور غصے کی حالت مین ہاتھ پأون ہوش و حواس کو سنبھالنا بڑے عقلا اور جوانمردون کا کام ہے

چودھوین بماری ریا کی

یہ بماری بھی سخت اور مشکل ہے اور بیان کرنا اسکا اور اسکے مدارج اور اقسام کا موافق ادنی فہم کے زیادہ تر مشکل ہے اور اسکی دوا بھی سب بماریون سے مشکل ہے حقیقت اور خلاصہ معنی ریا کے اسی قدر سمجھ لو کہ واسطے طلب جاہ و منزلت اور گردیدگی اور خوشنودی خلائق کے اپنے اعمال اور اقوال اور افعال کو دکھانا خواہ وہ دینی ہون یا دنیوی دنیا کے امور مین اگر بلا مفاسد اور متعلق بمصالح ضروری ہون تو شاید جایز اور مباح بھی ہوسکتے ہین مگر دینی امور مین تو ریا حرام ہے بلکہ ریاکار مبغوض خدا اور ملعون ابدی ہے۔ دینا ایسے عمل کی کچھ حقیقت ہی نہین طاعات و عبادت سب بیکار اور ریاکار بروز حساب مکروہ ترین

پردہ پوشی جس مین کسی طرح کی نمود نہونے پائے یہ بڑا معالجہ
بیان کیا گیا ہے مگر مشکل تو یہ ہی کہ لڑکے جب کم سن اور کم تمیز ہوتے
ہین اور ہمجولیون کی عادتین پُر تکلف اور بناوٹ کی دیکھتے ہین گو یہ
نہین جانتے کہ یہ ریا ہے مگر تخم ریا کا اُسی وقت سے اُنکے دلون مین
جم جاتا ہے پھر تمام عمر اپنے افعال اور اقوال مین ریاکار رہتے ہین اور
اعمال و اقوال کا معالجہ پوشیدہ طور پر بلا نمود کرنا تو بہتر دوا ہے مگر ظاہر
کرنا بھی حکماً اور حکماً واسطے ہدایت اور تعلیم کے ضروری ہے۔ اصل
ریا کی طلب جاہ و منزلت قرار دی گئی ہی جسمین تعریف کرنے سے محبت
اور مذمت کرنے سے نفرت اور اُس جاہ و منزلت کے اسباب
حاصل کرنے سے رغبت ہو۔ یہ تینون امور ضروری ہین اور ان ہی
کا معالجہ درکار ہے پس چاہیے کہ ان تینون امرون کے حاصل کرنے
کی منفعت اور ریا کے خطرات کے مضرت پر غور کرے۔ جو فضائح
اور قبائح ریا مین ہین اور خلق کے رضامند کرنے مین جو کلفتین
ہین اُسمین تو مضرت ہی مضرت ہے اور منفعت بہت کم اور منفعت
بھی اُسوقت ہے جبکہ خطرات ریا سے محفوظ رہے ایسے جاہ و منزلت
کے طلب مین دل سے نیک نیتی کی صلاحیت جاتی رہتی ہے
بہرکیف ہر عمل کو ایک کسوٹی خلوص نیت پر پرکھ لیا کرے اُسیوقت اُسکے دل کو

تلوار چلانا یہ سب اعمال بیکار ہین اور حضرت عیسیٰؑ کا ارشاد ہے کہ سخاوت یون کرے کہ داہنے ہاتھ کے فعل سے بایان ہاتھ آگاہ نہو روزہ یون رکھے کہ لوگ نجانین کہ یہ روزہ دار ہے۔ نماز اپنے دروازے پر پردہ ڈالکر ادا کرے جب اس بیماری کی سختیان اور مشکلین ایسی ہین تو ممکن نہین کہ کوئی شخص ریا سے محفوظ رہ سکے الا ماشاءاللہ کچھ خدا ہی بچائے تو آدمی بچ سکتا ہے عبادت کے وقت جو خطرات اور وسوسے دل پر آجاتے ہین وہ بھی اکثر ریا مین محسوب ہوتے ہین۔ شکایت کی صحابہؓ نے جناب خاتم الانبیاؐ سے ایسے خطرات اور وساوس نالایق سے آپ نے فرمایا کہ تم لوگ اُن خطرات کو جو تمکو گھیرتے ہین مکروہ جانتے ہو یا نہین۔ عرض کی البتہ مکروہ جانتے ہین فرمایا پس یہی تمھارا ایمان صریح ہے۔ یہ حال علی سبیل الاجمال بلا تفصیل اقسام و درجات کے بیماری ریا کا بیان ہوا

علاج

ریا کی بیماری کا معالجہ بہت کچھ حکماے الٰہی اور علماے ربانی نے بیان فرمایا ہے کہ وہ سب متعلق بمجاہدۂ نفس و تزکیۂ قلب ہے معالجہ تو مشکل ہے مگر عادت ڈالنے سے سہل ہوجاتا ہے۔

شک ہے بدنیت کی نیت متعلق باحوال یا بعلاقہ مال یا بطرف حسن
و جمال جب دوسرے کے متعلق ہوے تو بحالت قدرت و
امکان اسی موافق وہ مرتکب امور رذیلہ کا ہوگا کسی کے
حال پر بدنیت ہو جانا اور اسی کے زوال کی فکر کرنا اس
مین بدنیتی اور حسد دونون شامل ہین اور مال پر جب بدنیت
ہوا تو چوری غصب عقوق ظلم وغیرہ کا جب قابو پائے گا مرتکب ہوگا
اور جمال پر اگر بدنیتی سے نظر ڈالے تو فسق و فجور زنا مین مبتلا ہوگا و لیکن
ازروی شریعت و حکمت یہ امر بھی قرار پایا ہے کہ جب تک بدنیتی اقوال
اور افعال سے ظاہر نہو اُسکا مرتکب زیر مواخذہ و سزا نہ آئے گا
یہانتک کہ کاتبان اعمال بھی لکھنے سے ممنوع ہین مگر آخرت کا مواخذہ دال
ضرور رہے گا کسواسطے کہ خداوند عالم القلوب پر اُسکی بدنیتی کا حال مخفی
اور پوشیدہ نہین ہے یہ بیماری ازروی حقیقت کی بہت مشکل ہے
اور بیان اسکا بطریق آسانی بھی مشکل ہے مگر بات اسقدر رہے
کہ بدنیتی کا فعل ظاہر ہو یا نہو ہر طور بیماری ہے

علاج

نیت کی حقیقت یون بیان ہوئی ہے کہ انسان مین مادۂ کسب

معلوم ہوجاے گا اور کھرا کھوٹا ظاہر ہوگا کہ یہ عمل خلوص نیت سے للہ اور فی اللہ ہے یا بشمول نفس و نفسانیت سے ہے جب کسوٹی سے یہ ظاہر ہوجاے تو اُسی کے موافق خلوص نیت سے بحکم انما الاعمال بالنیات معالجہ کرے اور جس عمل ریا کا کھوٹا پن معلوم ہوا اُسے ترک کردے ان اللہ لاینظر الی صورکم بل ینظر الی قلوبکم اللہ تعالےٰ ظاہر عمل کو نہین دیکھتا وہ عالم الجہر والخفیات ہے باطن ہی کو دیکھتا ہے اور باطن پر سزا و جزا دیتا ہے اور یہ غور کرنا کیا کم معالجہ ہے کہ اگر لوگون کو اُسکے عمل مین بطون ریا کا معلوم ہوجاے تو ضرور اُسکو سب بُرا کہین گے اور خدا کے غضب اور شرک اصغر اور ملعون ہونے سے بھی نہ بچے گا غرضکہ نیت کو خالص اور پاک رکھنا اور اُسکی دیکھ بھال کرنا بڑا نافع معالجہ ہے آگے طول مقال ہے اور فہم صبیان کا خیال ہے

پندرھوین بیماری بدنیتی کی

بدنیتی کا فعل ظاہر ہو یا نہو دونون صورتون مین بُرا ہے واضح ہو کہ نیت ارادہ قصد عزم یہ سب الفاظ مرادف ہین اور متعلق بقلب و دل ہین اگر بخیر ہین تو بیماری نہین اور اگر بشر ہین تو بیماری مین کیا

رسوائی ذلت بدنامی وغیرہ نتیجہ ہاے بد کو جب سوچو گے نفس مقہور
ہو جاے گا قواے بہیمیہ غالب نہونگی اور دل سے خیال بدنیتی کا دور
ہو جائیگا البتہ اس اُبھار کا معاملہ بہت نازک ہی کیونکہ تجربہ شاہد ہی کہ
مدۃ العمر انسان نیک رہا ہے اور دفعۃً بدنیتی مین گرفتار ہوگیا اور بالعکس
بھی معاملہ دنیا مین واقع ہوا ہے کہ تمام عمر مرتکب بدنیتی کا رہا ہے
اور دفعۃً تائب ہو کر تارک ہوگیا۔ پس معلوم ہوا کہ نفس کی نگرانی
ہر حال مین ضرور ہے زیادہ کیا لکھین خداوند کریم توفیق نیک اور
نیت نیک عطا فرماوے معاملہ سخت نازک اور بہت مشکل ہے
انما الاعمال بالنیات حضرت خیر الحکیم کا ارشاد ہے

سولھوین بیماری تضییع اوقات کی

یہ بیماری ہندوستان مین بہت پھیلی ہے اور دیگر ممالک مین بھی کم و
بیش ہے اس بیماری کا سبب کاہل الوجودی اور فارغ البالی تصور
کرنا چاہیے مگر جن لوگون نے فارغ البالی کو جو عمدہ چیز واسطے حاصل
کرنے کمالات کے ہے تضییع اوقات مین صرف کیا وہ جانور سے
بدتر ہین اور جس کسی کو بلا مشقت کچھ روپیہ کپڑا ملا اور ہاتھ پانون
ہلانے نہ پڑے وہ شخص نکما بھی ہو جاتا ہے تجربہ سے ثابت ہوتا ہے

خیر و شر کا ساتھہ قواے روحانیہ ملکیہ و نفسانیہ بھیمیہ بمصالح خود خالق اکبر نے عطا فرمایا ہے کسی امر مطلوب پر دل کا اُبھرنا اور برانگیختہ ہونا یہی نیت ہے اگر بخیر ہے تو نیت بخیر ہے اور اگر بشر ہے تو بدنیت ہے لیکن اس ابھار اور خواہش کو امر مطلوب کا علم سمعی ہو یا چشم دید ضرور ہے مثلاً کسی کا مال آنکھوں دیکھا اور دولتمند کی دولت کا حال سُنا اُسکے حاصل کرنے مین بدنیت ہوگئی نیت اور ارادے مین فتور آگیا۔ اور اس علم کے بعد عمل پر آمادہ ہوگئی پھر قدرت بھی ضرور ہے تاکہ بدنیتی صادر ہو اگر موقع دسترس کا نہین تو منتظر وقت رہی غرضکہ ظہور بدنیتی کو علم اور عمل اور قدرت لازم ہے اور یہی حال نیک نیتی کا ہی نیک نیتی ظاہر ہو یا نہو قدرت ظہور رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو مگر اجر اُسکا عنداللہ ضرور ہے اور بدنیت کی بدنیتی گو دل کی دل ہی مین رہی مگر عنداللہ سزا کا مستحق ہو چکا پس آدمی کو چاہیے کہ نیت کو محفوظ رکھے اور محک عقل پر اُس ابھار کا امتحان کرے اسکی بھی دو کسوٹیان ہین نیک اور بد۔ بد کا نتیجہ سوچئے چوری کی تو پکڑا گیا زنا کیا تو ماخوذ ہوا کچھہ نہ کیا تو دل مین وہ بیماری رہی اُبھرنے مین تو بعض لوگ یہ کہتے ہین کہ ہمارا کیا اختیار ہے ہم کہتے ہین کہ کسب خیر اور نیک نیتی سے اُس اُبھار کو دبا دو کہ پھر ابھار اور برانگیختگی نہونے پاوے

بسر کی تو کیا نتیجہ ملا - بلکہ ہر شخص کو چاہیے کہ خدا نے اپنی مہربانی اور فضل سے انسان کو جو اعضا ہزارہا قوتون کے ساتھ عنایت فرمائے ہین اُنکو حسب مرضی مالک وقتاً فوقتاً استعمال مین لائے اگر خلاف مرضی مالک استعمال کیا تو نافرمان بھی ہوا اور وقت بھی ضائع کیا - خدا کا ذکر اور عبادت اور اُسکے صنائع عجیبہ مین فکر کرنا اور علم و کمال حاصل کر کے فیضرسانی کرنا اور تجارت اور پیشۂ غیر معیوب مین وقت کو صرف کرنا اور اہل و عیال کی خبرگیری اور ایصال نان و نفقہ اور خیرات و مبرات مین ہمت کو مصروف رکھنا یہ سب باتین تضییع اوقات کی بیماری کو دور کرتی ہین اور اسقدر تو ضرور اس بیمار کو سونچنا چاہیے کہ آج صبح سے تا شام اور شام سے تا صبح دین و دنیا کا کونسا مفید کام کیا جسکا پھل ہمکو مل سکتا ہے اور لڑکون کو واسطے رفع اس بیماری کے جب وہ کھیل کود پڑھ لکھ کر بستر خواب پر جاوین غور کرانا اور سونچ دلوانا چاہیے کہ تمام دن تمھارا اسقدر عبادت خدا مین اور کتنا وقت کھیل کود اور کتنا وقت لکھنے پڑھنے مین صرف ہوا بلکہ والدین اور معلم ادب کو چاہیے کہ ایک روزنامچہ بارہ گھنٹے کا لکھ کر شام کو لڑکون سے جمع خرچ دولت وقت کا لکھوا کر سنا دیا کرین جسکی وجہ سے رفتہ رفتہ اطفال کو کمال ندامت تضییع اوقات پر حاصل ہوگی

کہ اوقات کے ضایع کرنیوالے پر کسب کمال اور رزق کا راستہ تنگ ہوجاتا ہے تضییع اوقات کے معنی فہم صبیان کے موافق یہی ہین کہ چار پہر دن اور چار پہر رات کو نہ دین کے کام مین صرف کرین نہ دنیا کے کسی اچھے کام مین صرف کرین جسکی وجہ سے کچھ فائدہ ہو۔ اور دنیا کے اچھے کام مین وقت کو صرف کرنے سے دین کا کام بھی ہوجاتا ہے اس بیان سے معلوم ہوا کہ وقت بہت عزیز چیز ہے اور دولت گران بہا مثل زندگی کے ہے کہ پھر نہین ہاتھ آتی ہے یہی حال وقت کا ہے جیسا کہ مشہور ہے * وقت از دست رفتہ و تیر از کمان جستہ باز نمی آید * ع گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہین * پس جو چیز عمدہ اور بے بہا ہو اور دوبارہ مل نہ سکے اسکو رایگان کردینا بہت سخت بیماری ہے

علاج

ایسی گرانبہا دولت کو ایسے موقع پر خرچ کرنا چاہیے جسمین دین و دنیا کا فائدہ حاصل ہو۔ کھیل کود مین اگر اس دولت کو ضائع کیا تو کیا نفع اٹھایا۔ فسق و فجور ناچ رنگ سیر و تماشے مین خرچ کیا تو بیفائدہ وقت ضائع ہوا قمار بازی پتنگ بازی بٹیر بازی مرغبازی مین اگر تضییع اوقات ہوئی تو بھی محل افسوس ہے۔ قصہ خوانی اور کثرت بیانی مین تمام روز و شب

و راستی ٹوٹ جاے ۔ پاس و لحاظ باہمی خردی و بزرگی کا جاتا رہے
کوئی ایک دوسرے کا کسی امر مین گریبان گیر ہو غرضکہ ان سب باتون
سے مقصود اصلی اُن کا صرف اسی قدر ہے کہ نظام عالم بالکل درہم
و برہم ہو جاوے مال اور اہل و عیال اغیار مین بالاشتراک آزادی
حاصل رہے ۔ یہ آزادی تو در حقیقت خانہ بربادی ہے اور حاصل ہونا
اسکا غیر ممکن اور جو لوگ کہ پابندی دوست ہین اور عام پابندی کا
حاصل ہونا بہتر سمجھتے ہین وہ بھی محض خیال محال اور مرض مالیخولیا ہے

علاج

یہ دونون صفتین آزادی اور پابندی کی باہم ضد اور ایک دوسرے
کی نقیض ہین باانیہمہ اپنے اپنے موقع استعمال افعال و اقوال وغیرہ
مین حسن دکھاتی ہین انسان خوب سمجھے رہے کہ مذہب حقہ الہامی کا
پابند ہونا اور خصائل جمیلہ کا بقدر امکان پابند ہونا اچھی پابندی ہے
اسی طرح مظلوم کو پنجہ ظالم سے غلام کو آقا سے محتاج کو افلاس سے
بیجرم کو قید ناجایز سے آزاد ہونا نہایت خوب آزادی ہے غرضکہ
پابندی اخلاق رذیلہ کی بہت بری ہے اور آزادی اخلاق جمیلہ
سے بھی بہت بری ہے مراسم عزیہ غیر ضروری مین باپ دادا کی

اور بیماری بھی جاتی رہیگی اور وہ کاہل وسست جو تمام دن محض بیکار بیٹھے رہتے ہین اور وہ لڑکے جوکہ بیہودہ کھیل کو دکیا کرتے ہین اُن سے کوئی پوچھے توسہی کہ آج کا دن کس کام مین خرچ کیا توسوا ے ندامت اور شرمندگی کے کچھ نہین کہین گے غرضکہ رفع تضییع اوقات کے واسطے نصیحت اور محاسبۂ اوقات کرنا اور نفع ونقصان روزمرہ کا لحاظ کرنا عمدہ نسخہ اس بیماری کا ہو

سترھوین بیماری عالم بندی اور عالم آزادی کی

ان دونون امرون کا حاصل ہونا غیر ممکن پھر اُن کے حصول کا خیال کرنا بھی مرض مالیخولیا ہے لیکن اکثر لوگ آزادی دوست مسلک تحصیل آزادی مین جو قدم دھرتے ہین اُنکا مطلب دلی یہی ہو کہ جملہ امورین مطلق العنان گسستہ مہار ہوجاوین کوئی شخص انکا مزاحم حال اور مانع کار نہو۔ تعینات دینی ودینوی کو خلاف نیچر وفطرت سمجھتے ہین اور نہایت ولولے اور جوش سے ہردم یون رطب اللسان رہا کرتے ہین بیت

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد ؎ کسے را باکسے کارے نباشد

موافخذہ لوٹ کھسوٹ مارپیٹ مال مردم خواری زنا فسق وفجور سب اُٹھ جاوے اور رشتہ حیا وغیرت وشرم اور طریقۂ صداقت ودیانت

[ا]ور بنگالے مین عورت کا زوال حسن بیس برس مین ہوجاتا ہے وہ اغذیہ
[ح]ار کے استعمال پر مجبور ہین یہ بارد کے استعمال مین معذور ہین اس قسم
[ک]ی پابندی اور آزادی کو زیر اعتراض لانا عقلاً نادرست ہے مردون
کے بہ نسبت عورتون کو پردہ نشینی اور حیا کی پابندی زیادہ تر زیور جمال
ہے اور طریق پردہ داری مین خصوصیات ملکی کو بھی دخل ہے مثلاً پردۂ
اسلامیۂ شرعیہ واسطے نسوان کے بحکم الہامی ایک خاص طریقے کا ہی
اگر ہند مین اُس قسم کے پردۂ شرعیہ سے کوئی بڑا نقصان اور قباحت اور
امور شرعیۂ مین لازم آوے تو بحکم من ابتلی ببلیتین فاختار اہونہما
اُس قباحت کو مٹانا ہوگا یعنے باختلاط اقوام مختلفہ وغیر مختلفہ اگر زنا کا
بازار گرم ہوجاے پس عورتون کو لڑکپن سے عادی پردہ نشینی و بند کا
کرنا چاہیے بہرکیف حُسن و قبح کا لحاظ بمقتضاے وقت و مصلحت زمانہ
رکھنا چاہیے یقیناً خونریزی بہت سخت اور برا فعل ہے مگر عند القصاص
اچھا ہی اچھا ہے چوری فی نفسہ خصلت رذیلہ ہے ترک اُسکا واجب
ہے مگر غنیم کا ہتھیار چرا لینا اور خودکشی کے لیے جس نے زہر منگایا ہو اُسکا
سرقہ کر لینا نظر بمقتضاے وقت بہت اچھا ہی یہی حال پابندی ور آزادی کا ہی

اٹھارھوین بیماری ظلم و جور کی

لکیر کا فقیر ہونا نہایت خراب پابندی ہے اور کچھ لوگ ایسے بھی ہین جو رسمیات عرفیہ مین پابند رہنا وضعداری سمجھتے ہین اور اُسکے مخالف کو بدوضع کہتے ہین ایسے اشخاص وضعدار وضع کے معنے نہین سمجھتے ہین۔ اندیشۂ طول کلام نہوتا تو ہم سیکڑون وضعداریان اس قسم کی بیان کردیتے جو ہند مین فضول اور ناجائز طور پر پھیلی ہوئی ہین چونکہ بحث پابندی اور آزادی عام کی بیماری مین ہی اور یہ دونون صفتین ایسی ہین کہ ایک کے ترک کرنے سے دوسری صفت حاصل ہوتی ہے انسان اگر پابند حیا اور سخا کا ہوا معاً دایرۂ بخل وبیرحمی سے آزاد ہوگیا اور اگر بددیانتی اور جھوٹ بولنے کا پابند ہوا فوراً حلقۂ دیانت اور صداقت سے آزاد ہوگیا خلاصہ یہ ہے کہ علم حکمت اور اخلاق اور عقل سلیم گواہ ہے کہ نہ ہر طور کی آزادی اچھی ہے اور نہ ہر طور کی پابندی اس بیماری کا معالجہ ہمنے ضمناً امراض متذکرۂ بالا مین بعض بعض مقام پر بیان کردیا ہے۔ اور یہ بھی معلوم رہے کہ بعض خصوصیات ملکی بھی مقتضی پابندی اور آزادی کی ہوتی ہین جیسے کہ ممالک بعضیان کی پابندی اور آزادی بعض امور مین ایسی ہے کہ وہ مجبور ہین بیس برس کے سن مین عورت کی شادی کرنے مین کچھ نقصان نہین ہے مگر ممالک سوا ان خصوصاً ہند

ہونا ہاتھہ پانون سُکھانا خُودکشی کرنا سُستی ہونا اِسقاط حمل کرنا ایسی
ریاضات شاقہ سے عبادت کرنا جن مین اندیشۂ تلف جان ہو یا
بخیال ننگ خاندان دخترکشی کرنا بیوہ عورات کا نکاح ثانی نہ کرنا
لذات جایز و مباح سے بلا دلیل شرعی و عرفی کنارہ کشی کرنا اسیطرح
اقسام اقسام کے ظلم خفی اور جلی ہین جنکی شرح بہت طول ہے
لیکن مقصود یہان بیان اُس بماری کا ہے جسکو ظلم عام کہتے ہین
و ر بادشاہون حاکمون اور رئیسون سے حال رعایا و برایا کے نسبت
صادر ہوتا ہے اور انجام کار باعث تباہی و ویرانی ملک او رمظلومیت
بندگان خدا ہوتا ہے اور یہ ظلم اکثر غالب سے مغلوب پر صادر ہوتا
ہے۔ اسباب اِس ظلم کے خودپسندی نافہمی غفلت اور صحبت جاہلانہ
ظالم ہین ایسے حاکم ظالم کے عہد مین خونریزی قتالی و زدوی غارتگری
کا بازار گرم ہوجاتا ہے امن طریق بھی اُٹھہ جاتا ہے فسق و فجور زنا بازی
زناکاری مہلک امراض پھیل جاتے ہین اور ظالم چونکہ عدل و دشمن
ہے بدنوجہ فرمودہ خدا کا بھی دشمن ہے

علاج

انتظام ملکی اور سیاست مدنی کے لیے یہ بات کتب حکمت و اخلاق

یہ بیماری سخت اور خراب ہے اور ظالم دین و دنیا مین مستحق سزا و عذاب
ہے ظلم کے اقسام یہ ہین اگر انسان نے حقوق اللہ مین ظلم کیا اور
احکام وجوبی اور فرضی عادل حقیقی کے نہ بجالایا اغلب تو یہ ہے کہ
نافرمانی کی سزا پاوے اگر خدا مواخذہ کرے تو عدل اُسکا ہے
نہ کرے تو رحم و فضل ہے مگر شرک مین رحم اور فضل کا بھی دخل نہین ہے
اور اگر انسان حقوق العباد مین ظالم ہے خواہ حقوق والدین اور زوجہ
اور عدم تربیت اولاد اور حقوق ہمسایہ اور ذوی الارحام اور غصب
ملک غیر ہو یا اور قسم کی تعدی ناجائز کا مرتکب ہو درینصورت بلا رضائے
مظلوم کے چھٹکارا غیر ممکن ہے اور ایک طرح کا ظلم حیوان بے زبان
پر بھی ہوتا ہے کہ اپنے نفع کے واسطے انسان پرورش کرتا ہے مگر
جیساکہ چاہیے اُسکی خبرگیری آب و دانہ اور بیماری مین کوتاہی کرتا ہی
اور بلاوجہ اُسکو مارتا ہے داغ دیتا ہے اور اُسکی طاقت سے زیادہ
باردار کرتا ہے یہ شدید ظلم بے زبان کی نسبت ہے اور یہ جو لوگ
حظ نفس کے واسطے پالتے اور محبوس کرتے ہین یا واسطے تماشای
جنگ اور زخم رسانی کے پالتے ہین یہ بھی ظلم اور گناہ ہے اور ایک
طرح کا یہ بھی ظلم ہے جو انسان اپنے نفس پر کرتا ہے عیش دوست
ہونا آرام طلب ہونا کاہل الوجود ہونا رذائل کا مرتکب ہونا نشہ باز

افعال و اقوال کے نگران رہین تاکہ اُسمین صفت رذیلہ ظلم و خود ستائی
محض آنے نپائے اگر غفلت ہوگی تو نشہ دولت اور غرور حشمت
سے وہ ضرور غالب اور ظالم ہوجاوے گا اور پھر سخت تدارک کرنا
پڑے گا اور ملک ویران اور رعایا تباہ و برباد ہوجائیگی کیونکہ یہ بات
مسلم الثبوت ہے الملک یبقی مع الکفر ولا یبقی مع الظلم بادشاہ
عادل خلاف مذہب کافر ہے اندیشہ زوال ملک اور بربادی سلطنت
کا نہین ہے اُس کافر کی صفت عدالت ہر قسم ظلم اور جور کی اصلاح
اور تدارک کرتی ہے مگر ظالم بادشاہ گو ہم مذہب ہوا ور کافر نہو ضرور
موجب زوال جان و مال رعایا و ملک کا ہوگا کیونکہ وہ تو خود ظالم ہی
رعایا کو ظلم اغیار سے کون بچائے گا اور تجربہ و تواریخ سے ثابت ہی
کہ ہمیشہ ملک بوجہ غفلت اور ظلم بادشاہ کی قبضہ سے نکلگیا ہی لاجرم
رعایا پر واجب ہے کہ اتفاق کرکے حاکم ظالم کو بدل دے اور اسکے
اختیار و اقتدار کو زیر قانون حکمت و نظام ملکی لاکر بیدخل اور مجبور کردے
بشرطیکہ اندیشۂ فساد عظیم اور خونریزی شدید کا نہو کیونکہ صفت رذیلہ
ظلم اکثر غالب سے مغلوب اور قوی سے ضعیف پر ہوتی ہی اتفاق
کرکے ظالم کی قوت گھٹادینی چاہیے اور اسکے غلبہ اور قوت سے اگر
خوف تلف نفوس ہے تو اسکے حق مین دعاے صلاح و خیر کرنا چاہیے

مین قرار پائی ہے کہ رعایا کو ضرور ہے کہ ایک شخص سنجیدہ و فہمیدہ
شریف القوم واسطے رفع نزاع وخصومات باہمی اور حفاظت جان
ومال از دستبرد اغیار واشرار اپنا حاکم مقرر کرے اور اپنی پیداوار سے
بقدر مناسب اُس حاکم کو مدد دے جسکے ذریعہ سے وہ عدل وداد
کرے اور عمّال منصف مزاج نوکر رکھے اور فوج بھی بقدر ضرورت
ملازم رکھے اور تزک واحتشام واسطے ظہور دبدبہ وصولت کے
بھی مہیا کرے اور اپنی ذات پر اُسی قدر صرف کرے جسقدر باتفاق
عقلاے ملک واسطے شان وشوکت اور مدافعت اعداء کے
چاہیے اور وہ خزانہ جو کہ پیداوار رعایا سے دیا جاوے وہ بیت المال
ہے مال بادشاہ نہین کہ فضول خرچی عیاشی اور نفس پروری مین بادشاہ
اور حاکم خرچ کر ڈالے البتہ عاملان عہدہ داران ملکی قاضیان مفتیان
اور محافظان ملک کو حسب حال اور بسر اوقات کے اُسمین حصہ ہے
اور محتاجین ومعذورین کا بھی حصہ ہے اور مؤلفۃ القلوب جو کہ
مصلح ملک ہین اُنکو بھی درصورت ضرورت دینا چاہیے اور ہر طور سے
اُس مال کو ترقی ملک اور رفاہ رعایا مین خرچ کرنا چاہیے یہ نہین کہ
بادشاہ آمدنی ملک اور پیداوار رعایا سے جو چاہے صرف کرے
اور ارباب شوریٰ وزراء اور ندیمون کو چاہیے کہ ہر وقت حاکم کے

سے خبردار ہو۔ رعایا سے بدنیت اور بدگمان دل مین کچھ ظاہر مین کچھ
رہنا خلاف آئین سلطنت ہے اور بادشاہ کے واسطے جسطرح ظلم
باعث زوال ملک ہے اُسیطرح تعصب مذہبی اور بدنیتی بھی موجب
انتقال دولت وملک ہے ہان جس بادشاہ کے ملک مین سائر
رعایا وبرایاہم قوم اور ہم مذہب ہو وہان اگر نگرانی مذہب کی ہو تو مضائقہ
نہین لیکن جہان مذاہب مختلف اقوام مختلف اور مراسم عرفیہ مختلف
ہون وہان حاکم کو تعصّب ونتفر نچاہیے اور اپنی رعایا کو حقیر اور ذلیل
نہ سمجھنا چاہیے

اُنیسوین بیماری استعمال مُسکرات وشرابخواری کی

جو چیز نور عقل کو تاریک اور زائل کرے اُسکی بُرائی پر دانا و نادان
دونون کا اتفاق ہے اور ایسی چیز کا استعمال بلاشبہ بہت شدید بیماری
ہے۔ شراب کے فوائد مین جو شاعرانہ مبالغے ہوتے ہین اُن مبالغون
کو سچا سمجھنے والا بھی بیمار ہے کیونکہ اشیاے نشی ازقبیل بھنگ و گانجہ
چانڈو مدک چرس تاڑی سیندھی اور شراب وغیرہ جس قسم کی ہون
نہ فقط انسان کو عوارض جسمانی مین مبتلا کردیتی ہین بلکہ بعض اوقات
مہلک بھی ہوجاتی ہین اور روح کو بحالت نشہ اور معدے کو بحالت

اور بمجبوری اُسکے مدافعت کو دوسرے بادشاہ عادل سے بہ ہجرت ملکی
رجوع لانا چاہیے اور ظلم جس قسم کا ہو انسان کو فی نفسہ اپنے ظلم کا تدارک
ضرور ہے یہ ضرور سمجھے کہ عادل منتقم حقیقی قہار جبار جو ساری دنیا و
ما فیہا کا مالک ہے ہر وقت اُسکے مظالم کا ناظر اور مظلوم کے حال کا
سمیع و بصیر ہے قیامت مین جو مکافات اور بدلہ ظلم کا ہوگا وہ تو ہوئی گا
لیکن انجام ظلم کا اس عالم مین بھی ظالم کے حق مین اچھا نہین ہوتا۔
ظالمون نے بہت سخت و شدید عقوبتون مین مبتلا ہو کر دنیا کو چھوڑا
ہے ظالم کے افعال حسنہ از قبیل سخاوت وغیرہ کچھ عند اللہ مقبول نہین
ہین اور اگر بادشاہ عادل نے اپنے ایام حیات کو اُسی صفت جمیلہ
عدالت سے گذرانا اور مر گیا تو اُسکی اولاد کو علی سبیل الاستحقاق
مسند نشین کریں اور وہی امور اطاعت اور حزم و ہوشیاری کے عمل
مین لاوے جو کہ اُسکے باپ کے ساتھ عمل مین آئے ہین اور یہ کچھ ضرور
نہین ہے کہ خواہ مخواہ اولاد اکبر یا نالائق یا مادہ کو مسند نشین کرنا حق رسانی
سمجھا جاوے ہان اگر اولاد ہے تو جو اُسکے خاندان کے اقربا الیق ہون
وہ مستحق ہو سکتے ہین غرضکہ اسمین شک نہین کہ بادشاہ بہت بڑا
مواخذہ دار شہنشاہ حقیقی اور مالک الملک تحقیقی کا ہے خدا ہی ہے
کہ وہ یوم الجزا کو مواخذہ سے کلیۃً رستگار ہو یا ہر قسم کے مظالم ملکی

فصل ۱۰ ورس ۸ مین حضرت ہارونؑ کو حکم ممانعت استعمال شراب
کا ہوا ہے اور حضرت سلیمانؑ کتاب الامثال کی فصل ۲۰ مین فرماتی
ہین کہ شراب مسخری اور غوغا خیز ہے مرتکب اسکا حکیم نہین ہوسکتا
بلکہ فصل ۲۳ مین ارشاد فرماتے ہین کہ مے پرستون کے ملک مین
اقامت نچاہیے اور حضرت اشعیا اپنے صحیفہ کی فصل ۲۸ مین مغرورانِ
مے پرست پر نہایت افسوس فرماتے ہین یہ حال شریعت موسوی کا
ہے اور شریعت عیسوی مین بھی اسی قدر ممانعت ہے کیونکہ حضرت
عیسےؑ انجیل مین فرماتی ہین کہ مین واسطے بجانے احکام توریت کے آیا ہون
قیامت تک ایک شوشہ توریت کا موقوف نہوگا پھر کیونکر جناب
مسیحؑ نے شراب کو حلال فرمایا ہوگا۔ اور لوقا کی انجیل باب اول
فصل ۱۵ مین نسبت حضرت یحییٰؑ کی خبر دی گئی ہے کہ وہ بزرگ
ہونگے اور شراب اور کوئی نشہ نوش نہ کرین گے اور مجموعۂ انجیل مین
بعضمن نامۂ قرنیتون باب ۵ ورس ۱۱ اور باب ۶ ورس
۱۰ اور نامہ گلیتون کے باب ۵ ورس ۲۱ اور نامۂ افسیون کے
باب ۵ ورس ۱۸ مین شرابی سے اتحاد کرنا اور ساتھ کھانا منع لکھا
ہے بلکہ شرابی کو خارج از بادشاہت خدا لکھا ہے۔ اور اہل اسلام
مین نہ فقط شراب اور کل مسکرات حرام ہین بلکہ شراب نجس بھی ہے۔

خمار طرح طرح کی اذیتین لاحق ہوتی ہین شراب حرکات و سکنات معینہ
مین ضرور تہلکہ ڈالتی ہے اور غوغا خیز فتنہ انگیز بھی ہے غرضکہ ہر طرح
سے استعمال شراب و دیگر مسکرات ایک بیماری مہلک ہے اور
افیون چونکہ مسکرات مین شمار نہین ہوئی ہے بلکہ داخل مخدرات ہی
اسکی بیماری تو شراب سے بھی بدتر ہے اور اسکا استعمال کرنے والا جسم
وروح دونوں سے بیکار نہ دیندار ہی اور نہ دنیا دار

علاج

مذہب ہنود مین پیشتر براہمہ نے اپنے لیے شراب کو حلال کرلیا تھا
مگر بحکم سکر ویو تا عموماً مذہب ہنود مین حرام کردیگئی اور جسطرح کہ برہمنون
نے خاص اپنے لیے حلال کرلی تھی اسیطرح اپنے تئین اور غیر کو بھی
اسکے ترک کا حکم دیا اور مرتاضان ہنود جو کہ بقواعد خود تزکیہ نفس کو بہتر
سمجھتے ہین وہ اسکے استعمال کو مانع حکمت ریاضت جانتے ہین اور یہود
کی شریعت مین تو ایسے ایسے احکام شدید ممانعت استعمال شراب کے
وارد ہین جنکو اہل کتاب ہی خوب جانتے ہونگے۔ کتاب الاستثناد
توریت فصل ۲۱ ورس ۲۰ و ۲۱ مین یہ حکم حضرت موسیٰ کا ہے
کہ میخوار کو یہانتک سنگسار کرنا چاہیے کہ مرجائے اور کتاب بیان توریت

اُن کا مزاج مختلف ہے پھر عموماً شراب اہل یوروپ کو فائدہ بخش ہوئے
معہذا لاکھون آدمی از عقلاے یوروپ و ساکنان بیضان استعمال
نہین کرتے بلکہ پابندان شریعت عیسوی تو کسی جگہ اور کسی حالت مین استعمال
شراب نہین فرماتے ہین رہی یہ بات کہ عقل کو قوت ہوتی ہے شاید
عقل فساد اور حرص و طمع کو فائدہ بخش ہو ورنہ اسکے استعمال کے بعد
صاحب عقل سلیم تو فساد عقل سے محفوظ نہین رہ سکتا۔ عقلاے فرنگ
جو کہ فی زمانناترقی عقل و دانش مین تمام عالم سے فایق سمجھے گئے ہین جس وقت
وش ہیٹ بلکہ راے زنی اور مشورہ امور ملکی اور قوانین تمدنی کے لیے
اجلاس کرتے ہین تو چاہیے کہ واسطے تقویت عقل سلیم کے بقدر ضرورت
استعمال شراب کرین حالانکہ ایسا نہین کرتے بلکہ ایسی حالت مین غالب
ہی کہ کونسل بھی نہ کرتے ہونگے خاصکر جو لوگ واسطے حصول طاقت اور حسنِ
لون اور قوت معدہ اور حرارت غریزی کے اسکا پینا بہتر سمجھتے ہین
ہمارے نزدیک کچھ بھی بہتر نہین ہے کیونکہ لاکھون جوان رعنا صاحب
جمال سرخ سفید زور آور متناسب الاعضا بلا استعمال شراب اس دنیا مین
گذر گئے ہین اور لاکھون اسوقت بھی موجود ہین جنپر شراب خوار کسی طرح
کی فوقیت نہین رکھتے ہین سواے اسکے جن ملکون مین استعمال شراب
بکثرت ہے یقیناً وہان مقدمات فوجداری بھی بکثرت روزمرہ واقع

درنیصورت شرابخوار اور نشہ باز کو چاہیے کہ پہلے خوب غور کرے کہ یہ
ایسی خراب چیز ہے جو کہ ہزارون برس سے مذہب ہنود اور یہود
اور عیسائی اور اسلام مین سزاے شدید کے ساتھ اسکی حرمت
اور ممانعت لکھی چلی آتی ہے غرضکہ جس چیز کو ایسے ایسے حکماے
الٰہی اور عقلاے دوران نے باحکام الہامی حرام کیا ہے اُس
بیمار کو بھی چھوڑ دینا چاہیے ثانیاً ازروی مشاہدہ وتجربہ ثابت
ہے کہ نور عقل کو جو کہ اول المخلوقات ہے آگندہ ظلمت کرتی ہے
اور عقل کی دشمن ہے پھر جو عقل کی دشمن کو دوست رکھے گا عقل
بھی اُسکو اپنا دشمن سمجھے گی ثالثاً تمام عالم مین اگر سو کرور آدمی
ہین تو اسمین کوئی شک نہین کہ پچھتر کرور استعمال شراب نہین کرتی
اور اُنکو اسکے عدم استعمال سے کوئی نقصان نہین پونہچتا ہے پھر
ضرورت شرابخواری کی کیا ہی رابعاً اگر یہ خیال ہے کہ قلت
استعمال شراب سے عقل کو قوت ہوتی ہے اور ممالک بیضان
اور سرد ملکون مین نہایت فائدہ بخش ہے تو اس خیال کو اہل
سودان اگر اپنے حال اور مزاج کے موافق سمجھین تو بالبداہت
غلط ہے کجا بیضان اور کجا سودان اور اگر اہل یوروپ کا یہ کلام ہے
تو یوروپ مین بھی بہت سے ممالک گرم ہین اور سرد ملک والون سے

کی ہے جسمین نفع وضرر دونون نہون شراب مین کثرت ضرر عقلاً و نقلاً واجب التسلیم ہے اور جو لوگ مذاہب کے پابند ہین وہ اسکا استعمال ہی نہ کرین گے اور نہین کرتے ہین پس چاہیئے کہ انسان ایسی ایسی مذہبی وعقلی سچی اور درست باتون پر خیال کرکے اسکو ترک کردے اور الزام بیماری اور شناعت عقلی ونقلی سے محفوظ رہے اور شرابیون کی بیماری کا حال جسکو دیکھنا ہو وہ میخانون مین جاکر دیکھے کہ کس لت و خواری بر ہنگی اور لغزش جسمانی وروحانی سے آلودہ بول و براز کیے بر دیگرے پڑے ہوتے ہین اللّٰھم احفظنا

بیسوین بیماری بیحیائی وبیغیرتی اور بے شرمی کی

یہ بیماری کم وبیش مرد وزن طفل وجوان وپیر سب کو دامنگیر اور افعال حمیدہ کے عروج کی دشمن اور خصائل پسندیدہ کی ترقی کی رہزن ہے اگر کم ہو اور کم ہوتی جائے تو سبحان اللہ اور اگر زائل ہو جاسے تو پھر انسان ملک خصال معدیل وربے مثال ہے اور جو بڑھ گئی تو سوا اسکے اور کیا کہا جاویگا کہ ع بیحیا باش ہرچہ خواہی کن ٭ ننگ وناموس مین دھبا لگانے والی عزت وآبرو کو مٹانیوالی فحشگوئی کا معدن کثرت زنا کا مخزن ہیئت اجتماعیہ مودت کی رہزن نفاق کی دوست

ہوتے ہونگے اور پولیس کو شرابیون کے انتظام مین جسقدر جیسی مشکل پیش آتی ہوگی شاید اور کسی امر مین نہ پیش آتی ہوگی اور لطف یہ ہے کہ گالی دینا اور فحش بکنا اور دیگر افعال بے غیرتی اور بے حمیتی کے نشہ بازون سے صادر ہوتے ہین اُن سے خواہ مخواہ بنظر سلب عقل درگذر کرنا پڑتا ہی سا بعاً اگر یہ تصور کیا جاوے کہ شراب پینا معرکۂ جنگ مین جرات خیز اور شجاعت انگیز ہے تو اہل تجربہ باوصف اقرار کچھ خلاف بھی بیان کرتے ہین اور کہتے ہین کہ جو منصوبہ دل مین ہوتا ہے اور جس امر مرغوب کا انسان اکثر عادی اور طالب ہوتا ہے اُسکی اُمنگ مشتعل ہوتی ہے خواہ زنا فسق و فجور کا عادی ہو یا غنا کا راغب یا فحش اور بدگوئی کرتا رہتا ہو یا شجاعت اور بزدلی کی خصلت ہو غرضکہ جو دل مین ہو شراب اُسی کی غوغا خیز ہوگی اور اگر زیادہ بدمست ہوگیا تو شجاعت اور بزدلی دونون سے بیکار ہوگیا پھر یقیناً شراب کو شجاعت انگیز سمجھنا خلاف تجربہ و عقل ہے ثامناً اُسکی ماہیت ذاتی کی عمدگی پر مبالغہ کرنا یہ بھی کوئی اچھی بات نہین صدہا چیزین بعلم الیقین و از روی تجربہ مثل زنگی ہڑ اور پیاز وغیرہ کی عمدگی ماہیت ذاتی مین بلا مبالغہ شراب سے زیادہ مفید اور بہتر ہین اور عقل کو بھی بیحس نہین کرتین اور روح کو بھی تکلیف نہین دیتین اور خمار کے مصائب بھی اُٹھین نہین ہین خالق اکبر نے دنیا مین کوئی ایسی چیز نہین پیدا

بیماری کو خاص ایک ملکۂ خدائی سی لڑائی ہے

علاج

حیا اور غیرت و شرم کو جو کہ اجناس عفت سی ہین باقی رکھنا اور قوت دینا چاہیے تاکہ بیحیائی کا چور اور اُسی کے ملازم آنے نپاوین کسواسطے کہ حیا ایک نوری ملکہ ہے ملکات الٓہی سے جو کہ بحکم الٓہی لڑکپن سے نفس انسانی کا محافظ اور کوتوال مقرر رہوتا ہے تاکہ انسان کو بُری عادتون سے شرمندہ اور محجوب کرتا رہتا ہے دیکھو اگر حیا لڑکپن سے محافظ نہین ہے تو لڑکون کے بُری عادات پر معلم اور اُستاد کیون کہتے ہین کہ تیری شرم اور غیرت کہان گئی اور ہمجولیون کی حیا اور شرم دکھا کر لڑکے کو کیون غیرت دلاتے ہین پس معلوم ہوا کہ لڑکے مین مادۂ غیرت و حیا موجود ہے اُسکے باقی رکھنے اور قوت دینے کی فکر کرنی چاہیے اور یقیناً حیا شرافت نفس کی ملازم ہے حکماے الٓہی خصوصاً حضرت اسلام کے خاتم الحکماء و الانبیاء نے یاد دلایا ہے کہ الحیاء من سنن المرسلین حیا سنت رسولان خدا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ لو کان الحیاء رجلاً لکان رجلاً صالحا یعنے اگر حیا کوئی آدمی ہوتا تو مرد نیک ہوتا اور یہ بھی فرمایا کہ الحیاء حسن ولکنہ فی النساء احسن حیا نیک امر ہے اور

اتفاق کی دشمن یہی بلاے بے درمان ہے ہندوستان مین
فی زمانا بہت اور کسیقدر قدیم سے بے تعلیمی مرد و عورت کے ساتھ
دائر و سائر ہے بیہودہ کھیل تماشے مسخرون اور اوباشون کا مجمع ناچ رنگ کا
قوم کا ہجوم سانگون کی دھوم ہولی کے کبیر شادی بیاہ کی گالیان
بھانڈون نقالون کی گرم بازاری کسب خانون مین حرامکاری حسن و
عشق کے فحش حکایات بے حجابی ناروا کے حرکات بے پردگی ناجائز
کی عادات برہنہ لباسی عیاشی اور بدمعاشی کسبیون کا سر بازار بیٹھنا
شرابیون کا بازارون مین بدمست ہوکر پھرنا ناچ گانے کے ساتھ
عورتون کا دریوزہ گری کرنا سیکڑون عورات شکیلہ وجمیلہ نامحرم کو ملازم
رکھنا اور ساتھ لیکر بے پردہ پھرنا یہ سب رذائل موروث مرض بے غیرتی
بے شرمی کے لوازم ہین اور یہ سب فی مائم بیحیائی کے ملازم ہین جس
ملک مین ایسے لوگ اور ایسی عادتین ہون عقلا کو وہان کی تہذیب
اور شایستگی مین کلام ہے مگر ہندوستان کے رؤسا اور امرا کو یہ افعال
بہت پسند اور انکا بڑا اہتمام ہے بھانڈ بھڑوے مسخرے کسبیان
فاحشات کو ندیم دل خوش کن اور مصاحب انجمن مانتے ہین بلکہ
اپنی صحبت کا کھلونا جانتے ہین اسلام مین بقاعدہ مذہبی بیحیا کے
لیے سزا مقرر ہے غرضکہ بیحیائی سخت مہلک بیماری ہے اور اوس

کے زنا کا بازار گرم ہوگا سبھون مین دھبا نہ لگے گا علانیہ فسق و فجور
سے کون شرم کرے گا خونریزی قتالی کا روکنے والا کون رہے گا
نظام عالم مین ایک بلوہ عظیم برپا ہوجاے گا یہ شہنشاہ اعظم خالق
اکرم کی پولیس حیا ہی کا کام ہے کہ کرورون مقدمات فوجداری
روزمرہ کو روک رہی ہے حیا مرد کا ہتھیار عورت کا زیور ہے جسوقت
لڑکا پیدا ہوتا ہے اُسیوقت ملکہ حیا کا پیادہ جسکو ہمنے خدائی پولیس کہا
ہے مقرر کردیا جاتا ہے تا ایام رضاعت بلکہ جب تک لڑکا آغوش
مادر مین بول و براز کرتا ہے وہ پیادہ اظہار حکومت نہین کرتا اُدھر
لڑکا مان کی گود سے اُترا اور اپنی گھٹنیون اور پانؤن سے چلا اُدھر
خدائی پولیس کا پیادہ حیا آپونہچا پہچان اُسکی یہ ہے کہ لڑکا بول و براز
کی جگہ ڈھونڈھنے لگتا ہے اور ننگی حالت سے شرماتا ہے اگر ننگی
سے شرم دلائی جاوے تو گردن جھکا لیتا ہے اگر ٹوکا جاے تو
بے اختیار حیا کی وجہ سے رونے لگتا ہے اور ہم سن لڑکون کے عادات
دیکھنے اور مقابلہ کرنے سے شرما جاتا ہے ایسی ایسی بہت سی باتین
حیا کی پہچان کی چار ہی برس کے سن سے پرورش کرنے والے
لڑکے مین دیکھ سکتے ہین جبکہ ایسے علامات حیا کے لڑکے مین دیکھے
جائین اور اسمین شرم پائی جاے تو ماں باپ اُس شرم کو غنیمت

عورتون مین نیک تر ہے اور یہ بھی فرمایا کہ الحیاء خیر کلہ حیا تمام تر نیک ہی اور حیا شعبۂ ایمان ہے بیحیا کا ایمان ناتمام ہے اور جہالت بھی بیحیائی مین داخل ہے حیا کی خوبی کا کیا بیان ہو یہ حیا ہے جسکی وجہ سے باہمی الفت اور مودت ظاہر ہوتی ہے پاس و لحاظ اور ادب و آداب باہمی و حسن معاشرت منزلی و مدنی مین حیا کو بہت دخل ہے کمینہ پن اور جہالت اور سفلگی سے روکتی ہے دیانت اور صداقت کو مدد دیتی ہے عدالت کا اندازہ کرتی ہے اور کیا خوب ایک عالم جلیل کا قول ہے کہ حیا کی خصلت سیکڑون قانون ہزارون محتسب لاکھون پولیس سے بہتر ہے راقم کا اس قول کی شرح اجمالی مین یہ بیان ہے کہ اگر حیا کا پہرہ دار نہو تو گھر گھر کا انتظام بگڑ جاوے درحقیقت یہ حیا خدائی پولیس ملک بملک شہر بشہر با ہمہ گر فیما بین پدر و پسر دختر و مادر خواہر و برادر زوجہ و شوہر جگہ جگہ اور دگر دگر مین انتظام اس خدائی پولیس کا دیکھا جاتا ہے اگر یہ پولیس اٹھ جاوے تو کون گورنمنٹ اور بادشاہ ایسا ہے کہ روزمرہ کے لاکھون معاملات بیحیائی فوجداری کے روکے گا اور تمام دنیا کے گھرون مین گھسکر سب کا خانگی انتظام اور منزلی نظام درست کرلے گا دنیا مین معدودے چند کے حرکات بیحیائی کی وجہ سے سایر افراد بنی نوع انسان مین اگر شرم و غیرت نہو تو کیسا کچھ فساد نہ ظاہر ہوگا کیا مثل حیوانا

موجود ہے اسکی بقا اور ترقی مین کوشش کرنی چاہیے تا لہ بیحیائی کا
مرض جوکہ دشمن جان و ایمان ہے طبیعت پر غالب نہ آئے
ومن اللہ التوفیق

اکیسوین بیماری بے صبری کی

آدمی کی جب کوئی محبوب چیز فوت ہو جاتی ہے یا کسی امر مطلوب
کی اُسکو کوشش ہوتی ہے اور ہاتھ نہین آتا یا لذت نفس کو ترک
کرنا پڑتا ہے یا مصیبت اور درد و الم مین مبتلا ہو جاتا ہے یا جب اور
اسی قسم کے حوادث انسان پر طاری ہوتے ہین تو مضطرا اور بیقرار
ہوکر بدحواس ہو جاتا ہے حالت اصلی بدل جاتی ہے چیخنا چلانا سر دُھننا
گریبان پھاڑنا شکوہ و شکایت کرنا نفس کو باوجود اختیار و قدرت کے
بے اختیار کر دینا یہ سب افعال انسان سے صادر ہونے لگتے ہین اور
اسی کا نام بے صبری ہے

علاج

اس بیماری کے معالجہ مین چار باتون کا سمجھنا ضروری ہے اول یہ
صبر کے کیا معنی ہین دوم یہ کہ انسان کو صبر کی کیا ضرورت ہے اور

سمجھین اور اپنی اور لڑکے کی خوش قسمتی جانین بذریعۂ تعلیم و نصائح اور
اختیار کرائی اطوار حمیدہ کے اُس پیادہ پولیس کو طاقت دیتے رہین
تاکہ اچھی اچھی عادتین اور حرکتین لڑکون سے صادر ہونے لگین اور
لڑکیون پر حفاظت حیا کا زیادہ اہتمام کرنا چاہیے جب زمانہ تربیت
اور تعلیم علوم و فنون کسی کام آوے تو بہت جلد کامیاب ہون گے
اور اگر بدقسمتی سے جیسا کہ ہندوستان مین موجود ہے موجودہ حیا کا
خیال نہ کیا اور حرکات شوخی گستاخی چلبلاپن ٹھٹھہ بازی اور فحش گوئی
اطفال سے والدین خوش ہوے تو یہ سمجھ لو کہ اُسی وقت سے اُس
بیحیائی کی جڑ مضبوط ہوگئی جو کہ سن تمیز مین بہت سخت تادیب
سے کم ہوگی اور اگر تادیب سے بھی یہ مرض نہ گیا تو لاعلاج ہی اگرچہ
کسی خاص اندیشہ دار وگیر وغیرہ سے وہ آگ بھڑکنے نپاوے گی
مگر جب کچھ ہیبت کسی قسم کا نہوگا تو وہ آگ خود اُس بیحیا کو جلا دیگی
اور اُسکے حرکات سے دوسرے کو بھی نقصان پونہچائیگی اور جسطرح
بیحیائی کا جوہر تمام اعضا مین اثر کرتا ہے یعنی ہاتھ پائون آنکھ
ناک کان قلب سے بیحیائی ظاہر ہوتی ہے اسی طرح حیا کا پہرہ
بھی سب اعضا کی حفاظت کرتا ہے شرافت نفس کا ملازم ہے
نظام عالم مین اکثر خصلت حیا کو دخل ہے اور ہر شخص مین کم و بیش

کا کام ہے کہ نیک و بد کی تمیز کرے اور بے صبری کی قباحت کو سمجھ بوجھ کر دفع کرے اور صبر کا حکم امر اختیاری پر ہے جہان قدرت و اختیار نہین وہان تو مجبوری ہے۔ اور بہ نسبت امر سوم یعنی فضیلت صبر کے اسمین کسی ملت اور مذہب کو انکار نہین ہے صبر کی فضیلت کا سب کو اقرار ہے کتب آسمانی اور اخلاق فضائل صبر سے مملو ہین اسلام کی کتاب آسمانی اور احادیث نبویؐ مین اسقدر فضائل صبر اور صابرین کے بیان ہوے ہین جنکی شرح احاطۂ تحریر سے باہر ہے حکمائے الٰہی صبر کے عمل اور ہدایت کرنے کے واسطے مامور ہوئے ہین اور بڑے بڑے نتائج عمدہ اور مقاصد پسندیدہ صبر کی بدولت حاصل فرمائے ہین پس جس صفت کی خوبی پر سب کو اتفاق ہوا اسکو ترک کرنا اور بے صبری نچھوڑنا بیشک بیماری ہے لذت صبر کی صبر کرنے کے بعد معلوم ہوتی ہے بیمار جبتک پرہیز سے صبر اختیار نکرے گا آخر کو لذت صحت کیونکر پائے گا دیکھو لڑکون کو لہو و لعب سے ممانعت ہوتی ہے اور بالجبر مکتب نشین ہوتے ہین تو کیسی کیسی بے صبری اور اُلجھن اُن کو رہتی ہے کیا کیا حیلے بہانے کرتے ہین رفتہ رفتہ جب اُنکو لذت علم کی حاصل ہونے لگتی ہے اور شوق زیادہ ہوتا جاتا ہے تو خود بخود وہ بے صبری جاتی رہتی ہے

صبر پر کس قدر اختیار ہے سوم یہ کہ صبر کی کیا فضیلت ہے چہارم یہ کہ
علاج اسکا کیونکر ہو سکتا ہے پس واضح ہو کہ صبر کی نقیض بے صبری ہی
برخلاف بے صبری کے صبر کے معنے سمجھنا ہونگے جو حالت نفس کی
بے صبری سے حاصل ہوتی ہے نفس کو اُس حالت سے روکنا چاہیے
استقلال قرار ثبات تحمل بردباری اور سکون سے کام لینا اور حالت
اصلی کو قائم رکھنا ہوگا اور نسبت امر دوم یعنی ضرورت صبر اور اُسکے
اختیار کی یہ امر یقینی معلوم ہے اور جا بجا اس رسالہ مین بیان ہوا ہے
کہ انسان اشرف المخلوقات ہے اور تین قوتین اُسکو عطا ہوئی ہین
ایک ملکی یا روحی جسکو نفس ناطقہ بھی کہتے ہین جسکے وجہ سے ادراک
معقولات اور تمیز نیک و بد کی کرتا ہے دوسری قوت سبعی جسکو
غضبی بھی کہتے ہین تیسری قوت بہیمی جو منشاے شہوات و خواہش
ماکولات و مشروبات وغیرہ لذات کی ہے۔ ان ہی تینون قوتون
کے ذریعہ سے صبر کرنا خصائص انسانی سے ہے فرشتون کی قوت
اور خلقت تمامتر ملکی نوری ہی سبعی اور بہیمی قوت اُنکی خلقت ہی مین نہین
وہ محو شوق وامر رب ہین اُنکو صبر کی حاجت نہین ہے بہائم ادراک
معقولات اور تمیز خیر و شر اور حقائق اشیا مین غور کرنے سے مجبور
اور محروم ہین اُنکو بھی صبر کی ضرورت نہین ہے صبر کرنا انسان ہی

بعض اوقات قطع وبرید اعضا اور فصد وحجامت وغیرہ سے درد والم گوارا کرکے باستقلال تمام صحت حاصل کرتا ہے اور الصبر مفتاح الفرج کا مصداق ہوجاتا ہے اور اگر لذائذ نفسانی کی جو انہون مین انسان مبتلا ہے اور ترک مین بے صبری اور بیقراری ہوتی ہو تو سرکشی نفس کو بمجاہدہ مضمحل کردے اگر لذات فسق وفجور اور زنا کو ترک کرکے صبر بمجاہدہ کرے گا تو صاحب عفت کہلائے گا حاجت سے کم پر اگر آدمی مضطر اور بیقرار نہو گا تو صفت قناعت سے متصف ہوگا معرکۂ جنگ مین بزدلی کی بے صبری چھوڑ کر ثبات اور استقلال کے ساتھ جان دینے پر آمادہ ہوگا تو صاحب شجاعت ہوگا تلف حقوق ذاتی پر صبر کرے گا اور باوجود اختیار کے بدلہ نہ لے گا تو ایسا صبر بصفت رحم وعفو مشہور ہوگا ہرگاہ صبر سے انسان بصفت شجاعت قناعت عفت اور رحم وغیرہ متصف ہوجاتا ہے پس بلاشبہ الصبر نصف الایمان ہو اور بعض مواقع ایسے بھی ہین جہان صبر حرام اور ناجائز ہے جسکا بیان طول ہے لیکن اس مین شک نہین کہ ع صبر تلخست ولیکن بر شیرین دارد - خلاصہ یہ ہو کہ امر مطلوب کی کوشش مین یا محبوب کے فوت مین یا وقوع شدائد ومصائب مین قرار وسکون جیسا تھا اگر ویسا ہی ہے اور حالت مین کچھ تغیر

اور لذت علم کی صبر سے بخوبی حاصل ہوجاتی ہے پس دوا اس
بیماری کی یہ ہے کہ انسان شدائد مین مستقل رہے اور اپنی اصلی
حالت کو متغیر نہ کرے اگر موافق خواہش مال دولت ثروت
حکومت اولاد و ازواج سے کامیاب ہے تو بے صبری فسق و
فجور حرص و طمع کو اختیار نہ کرے بہ تحمّل و استقلال تمیز نیک و بد کے
ساتھ کام کیا کرے جسمین فتنہ نہو اور اگر خلاف خواہش نفس حوادث
مین مبتلا ہو گیا ہے تو وہان بھی صبر درکار ہے اگر کوئی چیز فوت
ہوگئی ہے تو روزمرہ کے کارخانۂ عالم ایجاد پر نظر ڈالی کر سوا ے
فوت و فنا کی کوئی صورت بقا کی نہین ہے پس جو چیز کہ محض ناپائدار
ٹھہری اُس سے اُنس اور اُسکے تلف ہونے پر بے صبری کیون طاری ہو ؎
عرفی اگر بگریہ میسر شدی وصال ٭ صد سال مے توان تبمنا گریستن
اور اُسقدر اضطرار جو کہ مقتضاے بشریت ہے مثلاً آبدیدہ ہونا
یا آنسو بہانا یا شدت درد و مصیبت سے کراہنا اِس سے فضیلت
صبر کی نہین جاتی ہے البتہ شور و غل مچانا واویلا کرنا ہر دم بشکوہ
و شکایت زبان کو آشنا رکھنا ستہ ضروریہ مین فرق ڈالدینا زندگی
کو تلخ کر دینا یہ امور معیوب اور داخل بے صبری ہین انسان اپنے
اختیار سے دفع عوارض جسمانی کے لیے شدائد صبر گوارا کرتا ہے

وجود کا محال ہے ہر وجود گو کیسا ہی عزیز و محبوب ہو یقیناً اُسکو زوال ہی پھر
محال پر حزن و اندوہ ایک بیجا ملال ہے اور مطلوب بھی اگر کوشش و
فکر سے حاصل ہوا ہے وہ بھی بقاپذیر نہین علیٰ ہذا القیاس نا امیدی
و یاس حصول امر مرغوب سے جو باعث حزن و اندوہ ہے بحالت
حصول وہ بھی معدوم ہونیوالا ہے ایسی حالت مین انسان کیون کار خانۂ
ناپائدار مستعار دار فانی کو محبوب رکھتا یا مستعار کا طالب ہونا اور مستعار
کی ناامیدی پر حزین ہونا اور اپنے دل کو پریشان کرنا گوارا کرے
اپنے اعزہ و اقارب آبا و اجداد کے حالات گذشتہ پر غور کرے یا روزمرہ
کی اشیاے تلف شدہ و اشخاص فوت شدہ کا خیال کرے کہ ایک
جاتا ہے دوسرا آتا ہے اور آنیوالا بھی جانیوالا ہے جن لوگون پر
حزن و ملال نفسانی طاری ہوے ہین وہ بھی زوال پذیر ہو کر اپنی
حالت اصلی خوشی و خُرمی پر آجاتے ہین پس اگر انسان ایسے ایسے
واقعات و مشاہدات صحیح کو غور و فکر سے دیکھتا سُنتا رہے گا تو اندوہ
و ملال سے قلب و جگر محفوظ رہے گا۔ مستعار کو اپنا ملک سمجھنا
یہ سمجھ امانت مین خیانت ہے لہذا بہتر تو یہی ہے کہ باقیات
الصالحات کی فکر مین رہے طالحات فانی سے سبکدوش رہے
ہان اگر اپنے اعمال طالحہ پر حزن ہے اور مواخذۂ عقبیٰ سے

نہین ہوا ہے تو یہی صبر ہے ورنہ بے صبری ہے اور عارفین
کو یہ صبر زینۂ رضا و تسلیم ہے

بائیسوین بیماری حزن و اندوہ کی

یہ بیماری بھی مثل بے صبری کے خراب اور اسی کے قریب قریب ہے فرق اتنا ہے کہ بے صبری کے افعال از قبیل جزع و فزع اور حرکات اضطراری بیقراری اکثر جوارح سے ظاہر ہوتے ہین اور حزن واندوہ کی حالت بیشتر اوقات قلب پر طاری رہتی ہے اور تحلیل روح کیا کرتی ہے مگر آثار اُسی کے چہرے سے اور تغیر حرکات و عادات سے بھی پیدا ہو جاتے ہین اور باعث حزن اُسی قسم کا الم ہے جو کہ فوت شئے محبوب اور تلاش مطلوب اور ناامیدی حصول امر مرغوب سے براہ حرص ظاہر ہوتا ہے جسکی وجہ سے انسان
غمگین اور اندوہگین اور حزین رہتا ہے

علاج

جو عادتین معالجۂ بے صبری مین مرقوم ہوئین وہی علاج مرض حزن مین ضروری ہین کسواسطے کہ عالم کون و فساد مین باقی رہنا کسی

جس مین لوگ دیکھکر عبرت پکڑین اور چوری کی عادت جاتی رہے مگر ایسی سزا نہین دینی چاہیے جسمین ہلاکت جان ہو کسواسطے کہ یہ بھی امید ہے کہ یہ عادت چھوٹ جاے اور بعض چوریان ایسی ہین کہ موقع موقع پر وہ اچھی معلوم ہوتی ہین جنپر سزا بھی نہین مقرر ہے مثلاً اگر کسی نے اپنی ہلاکت کے واسطے سنکھیا یا چھری رکھ چھوڑی اور دوسرے نے اُسکو چرالیا یا اپنے غنیم کا اسباب میگزین چرالیا تو اس موقع پر یہ چوری ناروا نہین ہے مگر چوری فی نفسہ اچھی نہین ہے بہرکیف چور کے دل کا تدارک کرنا مشکل ہے مگر نگران رہنا ضرور ہے اور لڑکون کو مکتب مین ایسے فعلون پر ضرور سزا دینا چاہیے معاف نہ کرنا چاہیے۔

چوبیسوین بیماری جہل و جہالت کی

ایک قسم کے جاہل ناخواندہ کہلاتے ہین کہ سن طفولیت سے نہ تعلیم الٰہی ہی اُنکی شامل حال ہوئی اور نہ بذریعہ والدین و اُستاد کے اُنکو دولت علم حاصل ہوئی جیسے جاہل پیدا ہوے تھے ویسے ہی وہبی اور کسبی علوم سے محروم رہکر حیات معین کو بسر کردیا تعلیم و تعلّم سے آشنا نہوے اور اس قبیل کے دنیا مین کرورون آدمی ہین مگر ہم

اندوہگین ہے تو انشاءاللہ انجام بخیر ہوگا ایسا حزن و اندوہ بلا شبہہ داخل عبادت ہے باقی اور کسی قسم کا حزن اور جزع و فزع جس کے واسطے ہو عقلاً اور شرعاً ممنوع ہے

تئیسوین بیماری چوری کی

چوری کرنا نہایت خراب بیماری ہے اس بیمار کا کوئی شریک حال اور دردمند نہین ہوتا چور سے سب چوکنا اور ہوشیار رہتے ہین باپ اگر بیٹے کا مال یا بیٹا باپ کا مال زوجہ شوہر کا مال دوست دوست کا مال جب بلا اجازت لے گا تو چورون مین شمار ہوگا زوجہ کا بشرطیکہ شوہر اُسکے نان و نفقہ مین امساک کرے شوہر کے کسی مال سے بقدر احتیاج بلا اجازت لے لینا چوری نہوگا اور جب چوری کی عادت ہوئی تو مشکل سے جاتی ہی اور کبھی بلا عادت کبھی آدمی چور ہو جاتا ہے اور کبھی ہمیشہ کا چور اس عادت کو چھوڑ دیتا ہے جب نیت بدلی دفعۃً چور ہوگیا

علاج

اس بیمار کا علاج ہر مذہب و ملت مین سزاے جسمانی سے ہے

و نفسانیت سے بھی یہ مرض بڑھ جاتا ہے حبک الشئ یعمی و یصم آدمی حب
نفس سے اندھا بہرا ہو جاتا ہے دیکھو زمانہ قدیم مین باوجود علم کے
سطحیت ارض کا کیسا یقین جمگیا تھا اب تجربہ و سیاحت سے جب
ترقی علم ہوئی کرویت زمین کیسی مان لی گئی اتنا بڑا عالم زبردست
جسکی قوت علمی و عملی پر اویان مختلفہ کا اتفاق ہے یعنے حجۃ الاسلام
امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ دفعۃً اپنے خیالات تحریری و تقریری کو جنپر مدت
سے جم گیا تھا بسبب تحقیق کیسا بدل دیا اور خیالات سابقہ مین اپنے
جہل کا قائل ہو گیا شیخ بہاء الدین آملی کا بھی ایسا ہی کچھ حال ہوا انکے
احیاء العلوم اور انکے کشکول مین ان امور کا اقرار ہے اور عوام جہلا
کی مثالین اگر ہم لکھین تو اس بیماری جہل مرکب مین بیشمار مبتلا دکھائی
دیتے ہین دیکھو ہندوستان کے بیدانتی اور شاستری مدت سے
از روی علم و رویت بیان کرتے تھے کہ ہندوستان مین دودھ کا دریا
جاری ہے اب وہ علم جاتا رہا اور دکھا دیا گیا کہ بندھاچل پہاڑ کے
کسی مقام سے کھریا مٹی ایام برشکال مین بہتی ہے وہان سے دور رہنے
والے اسی کو جوی شیر سمجھتے تھے بالفعل تو دودھ کا دودھ پانی کا پانی
کھل گیا سیکڑون مرد و زن عوارض قلبی و دماغی و امراض رحمی و مراقی
مین مبتلا ہو جاتے ہین کہ جسنے بوجہ اختلال حواس کے حرکات مجنونانہ

اہل پیشہ وصاحبان حرفہ خیاط نداف حداد درودگر وغیرہ کو مطلق جاہل نہین کہتے بلا حاصل کرنے اصول علمیہ فلاحت وخیاطت وغیرہ کے یہ لوگ کچھ کچھ رفع حاجت تو کر لیتے ہین دیکھو مربع اور مستطیل اور مثلث وغیرہ کے اصول نہین جانتے مگر شکلین بنا لیتے ہین ہمکو یہان وہ سخت وشدید جہل کی بیماری بیان کرنی منظور ہے کہ جان بوجھ کر اور لکھ پڑھ کر آدمی شبہات اور وساوس کا شدہ اور تقلیدات فاسدہ سے مرض جہل مین مبتلا ہوجاتا ہے اور جہل ونادانی پر اسی ہٹ کرتا ہے اور ہٹ جاتا ہے کہ قوت تمیز وادراک واقعی سے اُس کا دماغ خالی ہوجاتا ہے ایسے جہلا محض سوفسطائی ہوجاتے ہین حکمائے ربانی اور عقلاے زمانہ نے ایسے ہی جاہلون کی نسبت فرمایا ہے جسکو سعدی شیرازی نے پیرایۂ نظم مین یون دکھایا ہے ؎

سرانجامِ جاہل جہنم بود	کہ جاہل نکو عاقبت کم بود
زجاہل گریزندہ چون تیر باش	نیا میختہ چون شکر شیر باش

جبکہ صلاح اور فلاح کے افعال اور اقوال ایسے جاہل سے نہین ہوسکتے پھر اُسکا انجامِ کار کیونکر نیک ہوسکتا ہے شدت جہل سے تحقیق اور تصدیق دونون دروازے اُسپر بند ہوجاتے ہین مرض مزمن ہوجاتا ہے اور اسی کا نام جہل مرکب ہے اور کچھ مقتضاے نفس

فاسدہ اور تقلیدات کاسدہ سے نکلکر راہ تحقیق اختیار کرین اور باپ دادا کی لکیر کے فقیر نرہین اور اس بیماری جہل مرکب کے واسطے سیاحت بہترین علاج ہے کہ ہر وقت اور ہر جگہ کا تجربہ زیادہ مفید اور باعث ازالہ جہل مرکب کا ہوگا اور سیر کرنا علم جغرافیہ کا جسے علم الارض بھی کہتے ہین اکثر اوقات زیادہ مفید ہے محقق طوسی نے تعلیم فن ہندسہ مین جہل مرکب کے دفع ہونے کو بہت بڑا اثر قوی لکھا ہے کیونکہ اس فن ہندسہ مین استخراج مجہولات کا بذریعہ معلومات ہوتا ہے چونکہ مجہول پر آگاہ ہونے سے ایک یقینی انقلاب فہم پر طاری ہوتا ہے نہیں ہوسکتا ہے کہ اُس علم کی مزاولت اور کثرت عمل سے طبیعت راغب بدفع مجہولات اور متوجہ بعلم ہوجاے اور اکثر نے یہ مرض لاعلاج لکھا ہے درین صورت جاہل سے صحبت اور مخالطت نہ کرنا اور ہمکلام نہونا اور اُسکے سوال پر بھی سکوت کرنا بہتر ہے ایسی کنارہ کشی سے وہ مریض اپنی جہل سے کچھ آگاہ ہوگا بلکہ جب کسی کا وہ مخاطب ہیگا تو بجاے خود شرمندہ بھی ہوتا رہے گا ان تدابیر سے شاید متوجہ بہ ترک جہل ہوجاے اور جہل مرکب کے بیمار سے افعال عبث بہت صادر ہوتے ہین اُسکے افعال بے فائدہ سے بھی اُسکو آگاہ کرتے رہنا بہتر دوا ہے

صادر ہوتے ہین اور لغزش کلام بھی ہوتی ہے اور اس قبیل کے عوارض
اکثر بدعا و دوا اچھے بھی ہوتے ہین مگر جہل مرکب والون مین سے کوئی
سایہ بتاتا ہے کوئی جن پریت بھوت اور آسیب کا خلل سمجھتا ہے
پھر سرخ مرچ کی دھونی اور دود فتیلہ اور تعویذون کا دماغ تک پونہچایا
جاتا ہے وہ بیمار دانت پیسکر چلاتا اور چیختا بھی ہے اور اسکے حرکات
بے اختیاری بالکل اپنے خیالات انہی پر منطبق کیے جاتے ہین یہانتک
کہ وہ مر بھی جاتا ہے یا مرض جم جاتا ہے تو بکا سٹری ہو جاتا ہے اور اگر
بفضل خدا دعا اور دوا کی تاثیر سے اچھا بھی ہوتا ہم وہ عقیدہ نہین جاتا
ہمارا یہ مقصد نہین کہ شیاطین وغیرہ ایذا نہین دیتے یا اُنکی کچھ اصل نہین
ہے یہ بحث یہان بیان کرنا مناسب نہین ہے مگر ہم تو جہالت اور
نادانی حمقا کو روتے ہین کہ ایک زمانہ جہل مرکب مین گرفتار ہے اور یہ
مرض اکثر صحبت جہلا اور اختلاط نسوان سے بہت عارض ہوتا ہے
بہرکیف ہند کے ہندو مسلمان ایسی بیماریون مین بہت مبتلا ہین
اور اہل اسلام ہندوون کی تقلید سے بیمار ہو گئے ہین۔

علاج

جبکہ علم کے ساتھ جہل لاحق ہوا ہے تو اسکی دوا بہتر یہی ہے کہ ان شبہات

سلاطین ازمنۂ ماضیہ کے حالات قساوت مشہور اور تواریخ مین بھی مسطور ہین آنکھون مین گرم سلائی پھروا دینا کسی کی زبان کاٹ ڈالنا مارتے مارتے ہاتھ پانون توڑ ڈالنا جسم کو داغ دلوانا اس قسم کے عقوبات شدیدۂ قساوت بہت ہوے ہین ایسے قلوب کس طرح متاثر برحم نہین ہوتے اور خودکشی بھی ایک قسم کی بیرحمی خلاف تحمل اور بردباری کے ہے اکثر عورتین شوہر کو ذبح کر ڈالتی ہین بچون کی پرورش چھوڑ کر چلی جاتی ہین غرضکہ بیرحمی اور قساوت کے حالات سے ہمیشہ ہنگامۂ فوجداری گرم رہا ہے اور رہے گا قصاص مین بھی انسان کو ہلاک کرنے مین بعض طریق بے رحمی کے ہوتے ہین ایسے طریق یا آلات استعمال ہوتے ہین جن مین تکلیف زیادہ ہوتی ہے حاصل یہ کہ انسان مین بیرحمی اور قساوت قلبی مرض مہلک ہے

علاج

بیرحمی کی ضد رحم اور عفو و نیکی ہے آدمی کو ان تینون صفتون کی عادت ڈالنا خوب ہے اور ایسا شخص سب کا محبوب ہوتا ہے رحم دل متصف بصفت سخاوت و محبت و شجاعت بھی ہوتا ہے اور چونکہ بیرحمی کے افعال اکثر طلب حقوق جایز و ناجایز مین سرزد ہوتے ہین اگر

پچیسوین بیماری بیرحمی اور قساوت قلبی کی

متذکرۂ بالا ظلم اور جور کی بیماری مین کچھ دوا اس بیماری کی ملے گی کیونکہ ظلم بھی ایک شعبہ بیرحمی ہے۔ یہان بیرحمی اور عفو وغیرہ کے مواقع اور اس بیماری کی توضیح لکھتے ہین کوئی شک نہین کہ بیرحمی فی نفسہ نہایت خصلت رذیلہ ہے اور قساوت قلبی سے تو پناہ بخدا ہے لیکن بعض مواقع کا رحم بیرحمی معلوم ہوتا ہے قصاص مین تنبیہ وتادیب اطفال مین جروح اور قطع اعضا مین استعمال ادویہ حادہ و تلخ مین ذبائح حیوانات مین اور ایسے ہی اور بہت سے مواقع مین بظاہر بیرحمی معلوم ہوتی ہے لیکن حسب موقع وہ سراسر رحم ہے اور قساوت قلبی تو اشد بیرحمی اور ہر حال مین بد ہے دختر و فرزند کا گلا گھونٹ کر ہلاک کرنا یا عورتون اور بچون کو اندک مال کے واسطے ذبح کر ڈالنا اسقاط حمل جاندار کا کر دینا انسان کو بعقوبات شدیدہ ترسا ترسا کر ہلاک کرنا جانورون کو غیر متحمل بار کا باردار کرنا اُن کی زخم اور کمزوری کا خیال نہ کرنا اور مثل اسی کے اور باتین۔ یہ قساوت نہین تو کیا ہی ہمنے دیکھا ہے ایک زمانہ بد انتظامی سلطنت اودھ مین بیٹے نے اپنے ہاتھ سے علانیہ باپ کا گلا کاٹ ڈالا الغرض قسی القلوب خصوصاً

نادانی مین بصورت ظلم منعکس ہوتے ہین اُن کو اچھی طرح سے
عین رحم ثابت کر دینا ایسے امور تعلیم و تربیت سے بیرحمی و کریمی خداوند
کریم یقین ہے کہ وہ رحم دل ہوجائین اور کتب دینیہ واخلاقیہ کی مزاولت
سے بھی ضرور ہے کہ متاثر برحم دلی ہون نیکی اور رحم دلی غائبانہ کام
آتی ہے اور اس صفت کے مقابل کوئی صفت بہتر نہین ہے کہ بدی
کا بدلہ نیکی اور رحم دلی اور عفو ہو اور یہ جو مدافعت و سرکوبی اشرار مین
صورت بیرحمی کی دکھائی دیتی ہے وہ ہرگز بیرحمی نہین ہے کیونکہ خلق
رحم اور عفو کا اگر عام ہوجاے تو دنیا مین عدل وداد کو خیرباد اور نظام
عالم مین ایک عظیم فساد برپا ہوجاے البتہ خاصان خدا نے جو اعلیٰ رتبہ
کے لوگ ہین اپنے حقوق ذاتی مین بصبر و تحمل و عفو ایسا رحم دکھایا ہے
اور یہ جو بعض شکلی مذاہب ہنود مین جان کشی کو بطریق عام بیرحمی کہہ دیا
گیا ہے غلط اور اُنکے مذہب کے بھی خلاف ہے دو قسم کے حقوق ہین
ایک حقوق اللہ دوسرے حقوق العباد۔ حقوق اللہ کے عمل اور اشاعت
مین جو کہ اکثر متعلق بعبادت و غایت آفرینش ہین زنہار خاصان
خدا نے بیرحمی اور اجبار و اکراہ نہین کیا راہ راست طریق معرفت
وعبادت سبیل حسن معاش و معاد کو بہ پند و نصائح سمجھانا اور سمجھا نا البتہ
خاص کام پیشوایان دین کا تھا اور جب اشرار سے وہ لوگ ستائے گئے

حقوق ذاتی ہین تو درصورت امکان اور عدم نقصان کے رحم دلی اور
نیکی ملحوظ رکھے نیکی کا بدلہ نیک ہے اپنی نیکی کو بدی سے نہ بدلے
مثل مشہور ہے نیکی کن و بدی بآ انداز مگر قسی القلب پر کوئی رحم اور نیکی
کرنے کا مجاز نہوگا اگر وہ مستحق قصاص ہے تو بلا قبول دیت اُسکو
ہلاک ہی کرنا بہتر ہے اور اگر وہ قساوت سے یگانہ و بیگانہ پر عقوبات
شدیدہ کرنے سے باز نہین آتا ہے تو بشرط اختیار اُسکو محبوس
کرکے عمداً لذات قساوت سے اُسکو متلذذ کردینا چاہیے ہوسکتا ہی
کہ بحکم انچہ برخود نہ پسندی بر دیگران مپسند آشنائے لذت قساوت ہوکر
تارک اور رحم دل ہوجاے ورنہ اُسکا خارج البلد ہوجانا بہتر ہے۔
انسان کو چاہیے کہ ہمیشہ متوجہ برحم ہے اطفال کو صفت رحمت عامہ
باری جو ہر وقت مشاہد ہے دکھاتا اور سمجھاتا رہے صحت و تندرستی
اور سائر ستہ ضروریہ وغیرہ مین ہر جگہ کو اُسکی رحمت نے گھیر لیا ہے
سوچنے والا اور سمجھانیوالا چاہیے ؎

کہ جرم بیند و نان برقرار میدارد		خدای راست مسلم بزرگوارے و حلم

رحم دلون کے قصص و حکایات سے کان بھرنا صدور افعال رحم پر
تحسین کرنا عیوب بیرحمی بچون کے صفحہ خاطر سریع القبول پر جمانا غصہ
کی حالت مین زجر و توبیخ کم کرنا اور جو افعال رحم کے اُن سے آئینہ

کے انتظام کی ہمیشہ ہوتی آئی ہے اور سلطنت و حکومت دنیا مین جو کہ متعلق
بعظمت و اظہار شان و شوکت ہے اشرار اور قطاع الطریق کے
مٹانے کے جو قواعد ہوتے ہین غالباً وہ بھی متعلق بہ بیرحمی نہین ہوتی
منافع اور امن عام مین جو شریر مفسد خلل انداز ہوگا حاکم وقت البتہ اُسکو
سزا دیگا اور متہم بہ بیرحمی نہوگا۔ قاتلون شریرون اور مفسدون
کو قید کرنا جیلخانون مین اُن سے غلامانہ طور پر کام لینا بعبور دریا جلاے وطن
کر دینا گھر بار ضبط کر لینا بحالت محصوری بلا لحاظ زن و بچہ و ضعیف کے
گولہ باری سے قتل عام کرنا یہ سب طریقے مدافعت اشرار کے جاری
ہین اگر یہ محمول بہ بیرحمی ہون تو دنیا ویران اور شیرازہ جمعیت عالم
پریشان ہو جاے لہذا از آدم تا ایندم کسی زمانہ اور کسی ملت و دین
مین مدافعت اشرار بدکردار اور اُنکی سزا رسانی کو کسی نے بیرحمی اور قتالی
نہین کہا بلکہ بانیان سلطنت دین اور سالکان طریق حکومت
دنیا نے جنکی نیت بہ تحسین معاش و معاد معروف تھی بلسان سنان
رہزنان سبیل امن و نجات کو دفع کر کے نصفت و داد سے کام لیا ہی
اور یہ عین عدل اور صفت رحیمی کا اصل مقتضٰی ہے۔

چھبیسوین بیماری حرامکاری کی

اور مبتلاے شدت بیرحمی وقساوت قلبی ہوے اور یہانتک
اُنکو اور اُنکے اعزہ واحباب اور اتباع کو منکرین بیدین بعوض اس
کار خیر یعنی دعوت حق کی عقوبات جانکاہ مین مبتلا کرنے لگے کہ نہایت
تنگ کردی تاہم اُن حضرات نے ہر طور بر رحم وعفو وتحمل مصائب کو
برداشت کیا قتل پر آمادہ ہوئے تو معصیت جلاے وطن اور بیخانمانی
بھی گوارا کرلی جب ہجرت اور بعید الوطنی پر بھی مفسدان شریر بدخلق
نے پیچھا نچھوڑا اور سازش وسامان قتل ونہب سے مُنھ نہ موڑا تو البتہ
بمجبوری جمعیت حاصل کرکے رحم دلی کے ساتھ بدلہ لیا اور جانبری کی
اور آیندہ کے لیے بہ تحتی عدم فتنہ وفساد کا قول قرار لیکر عفو اور رحم کو
کام فرمایا اور بدعہدون کو نتیجۂ بدعہدی بھی دکھایا اور اُن کو بزور شمشیر
بھی تحصیل اخلاق جمیلہ پر مجبور اور مقہور کیا تاکہ حقوق اللہ اور حقوق العباد
مین خلل انداز نہون اور نظام عالم برہنہ نہ کرین باانیہمہ بچون اور عورتون
اور ضعیفون اور گوشہ نشینون پر اور زراعت وخانگی مال ومنال پر
دست تصرف بھی دراز نہ کیا اگر وہ میدان مین برسر جنگ آئے اور
مغلوب ہوئے تو اُنکا مال غنیمت شمار کیا اور جو اہل وعیال اُن کے
گرفتار ہوے تو فرزندون کی طرح اُنکی پرورش اور تعلیم مین بھی صرف
ہمت فرمایا اور عند الطلب رخصت بھی کردیا یہ صورت سلطنت آسمانی

چونکہ اس مرض اور بیماری کے رواج مین کوئی مزاحمت نہین ہے
بدینوجہ زیادہ تر اشاعت پذیر ہے اور لاکھون آدمی ہر ملک اور ہر ملت
کے اس مین مبتلا ہین جہان کچھ دنیا کی شرم لاحق ہے وہان خفیہ
مواقع سے جاری ہے اور جہان کچھ نہین وہان علانیہ بر سر بازار ہی
اور بڑے بڑے اہل دول اس مرض مین مفلس اور محتاج ہو کر دریوزہ گر
ہو جاتے ہین

علاج

انسان کو چاہیے کہ اپنے مذہب اور اخلاق کے ممنوعات اہمہ کو دیکھی
اور سنے تو معلوم ہو جاے گا کہ ہر مذہب بلکہ لامذہبون مین بھی تصرف
کرنا ساتھ قواعد مذہبی اور اخلاقی و عقلی کے ہمیشہ سے قرار پایا ہے
جسکی وجہ سے وہ فعل مستحسن ہو جاتا ہی اور ان ہی وجوہ سے رشتہ
شوہر و زوجہ و پدر و پسر اور دختر پیدا ہوتا ہے اور نسلون مین بھی دھبا
نہین لگتا ہی پھر عزیزداری اور قرابتین جسقدر بڑھتی جاتی ہین اسی قاعدہ
مستحسنہ پر شمار اور معتبر ہوتی ہین ایسے قاعدہ بزرگ اور قدیم و مشتہر کو
توڑنا اور نسلون کو برباد کرنا انسان کو جو کہ اشرف المخلوقات ہی نہین
چاہیے شرائع الہامیہ بالخصوص شریعت اسلامیہ مین جس طرح

حلال حرام طیب طاہر نجس وناپاک کا ہر مذہب مین لحاظ ہوا ہے
اور یہان ہمنے حرامکاری سے فعل مشہور ومعروف زناکاری مراد
لیا ہے جسمین انسان عوارض جسمانی وروحانی مین مبتلا ہوکر ہلاک
ہوجاتا ہے اور یہ فعل حرامکاری یعنی تصرف مردکا عورت پر بلا لحاظ
کسی قاعدۂ عقلی وشرعی کے فی زماننا مثل سائر اشیاے خوردنی و
نوشیدنی وپوشیدنی کے عرض بازار ہوکر فروخت ہوتا ہے منجملہ کسب
اور پیشیون کے زنان فواحش بازاری نے بلا مزاحمت یہ پیشہ اختیار
کیا ہے پھر اس پیشہ کی وجہ سے جوان ونوجوان آوارہ اور بدمعاش
ہوتی ہین اور سیکڑون امراض مہلکہ بھی پیدا کرلاتی ہین قوت زندگانی
ضعیف ہوتی ہے استعمال مسکرات ومخدرات سے جسم وجان دونون
تباہ ہوتے ہین اور مرد وعورت دونون مبتلاے مرض ہوتے ہین
چونکہ یہ رسالہ متعلق بہ تعلیم وتربیت علوم وآداب اخلاقیہ ہر اطفال
خردسال کے لیے ایسے الفاظ کا گوشزد ہوتا بھی خلاف تہذیب
تعلیمی ہے ولیکن یہ بات ظاہر ہے کہ نجس اور طاہر کی تعلیم داخل
علم اخلاق ومناسک دینیہ ہے معہذا یہ خواہش نفسانی جب سن
بلوغ ہوا خودبخود مرد وعورت مین پیدا ہوجاتی ہے لہذا علی سبیل الاقتصار
بیان کرنا با حتیاط تمام خالی از منفعت ودفع مضرت نہین ہے اور

دل اور زبان کا رنگ بدلنا کسی قول اور اقرار پر مستحکم اور قائم نہ رہنا
ایسا شخص متلون المزاج کہلاتا ہے مثل مشہور ہے از تلون طبع پادشاہا
پرحذر باید بود کاہے بسلامے برنجند گاہے بدشنامے خلعت دہند ایسی
مزاج والون کا ٹھکانا کیا ہے ہر طور ساقط الاعتبار اور قاصر الاختیار
ہوتے ہین ایسے لوگون کے امور معاشرت ہمیشہ درہم و برہم رہتے ہین
غیر تربیت یافتہ امرا اور جہلا اور عورتون مین یہ مرض بہت ہوتا ہے
اور انکی نیتون مین فتور رفتہ رفتہ آجاتا ہے بلا لحاظ کسی قسم مصلحت کے تغیر
ارادہ و فعل کرتے رہتے ہین

علاج

سمجھنا چاہیے کہ ایسی عادت سے خود اسی شخص کا اعتبار نہین رہتا اور
خود اسکے عزیز قریب نوکر چاکر ہمہ وقت ترک صحبت پر آمادہ اور اسکی
ذات سے ملول اور رنجیدہ رہتے ہین اور بڑا معالجہ یہی ہے کہ ہر شخص
ایسے متلون المزاج سے ترک صحبت پر آمادہ رہے اور اسکو اس مرض سے
آگاہ کرکے اسکی معیت اور رفاقت چھوڑے اس آگاہ کرنے سے
ہوسکتا ہے کہ وہ متنبہ ہو اور رفتہ رفتہ جب وہ اپنے کو ساقط الاعتبار
اور روزمرہ حوائج مین قاصر الاختیار دیکھے گا تو اصلاح قول و فعل پر

شرا بخواری پر حدود اور تعزیرات معین ہین اُس سے زیادہ تر حرامکاری
محصنہ وغیر محصنہ پر بھی مقرر ہین یہ آزادی انساب کی بربادی یقیناً
قواعد اخلاقیہ اور مذہبیہ اور عقلیہ کی مخرب اور برہمزن ہی بالجملہ جو مرض
کہ قوائے زندگانی انسانی کو مضر ہو اُس سے ہر طور احتراز لازم ہے
ایسے مریضون کو جب یہ عمل بکثرت کرتے ہین اور عورات کے امراض
ساریہ سے بھی واقف نہین ہوتے تو ضعف معدہ اور اسہال کبدی
آتشک سوزاک جریان ضعف مثانہ جذام وجع مفاصل وغیرہ امراض
مہلکہ لاحق ہو جاتے ہین پھر ڈاکٹر طبیب سے رجوع لاتے ہین وہ اطبا اور
ڈاکٹر بلا لحاظ اصل سبب ور بلا ترک کرانے علت بیماری کی دوا بھی شروع
کر دیتے ہین اور کچھ فائدہ نہین ہوتا - غرضکہ طب روحانی اور طب جسمانی
دونون اس فعل کی اجازت نہین دیتے ہین اسکی دوا یہی ہے کہ
اطفال کو جب سن بلوغ اور رشد کو پونچین شادی اور نکاح کر دیا جاے
اور شادی و نکاح کے واسطے کوئی قاعدہ ایسا نہین رکھا گیا ہے کہ بدون
مراسم فضول اور واہیات عرفیہ کے نہو سکے عقلاے دور اندیش نے
ایسے مراسم اور ضروری ہین مراسم عرفیہ و ایجادات واہیہ کو دخل نہین دیا ہی

ستائیسوین بیماری تلون مزاجی کی

کارخانہ بھی بگڑ گیا کیا اچھے آدمی تھے ہمکو اُن کا بہت افسوس رہتا ہے
سب تقریر طول ہے گو سبکی سب راست و درست تھی مگر اصل
مطلب مین کسقدر فضول گوئی ہوئی اور فضول گو دروغ گوئی
کے اندیشے سے بھی محفوظ نہین رہتا ہے لسّان آدمی بہت فضولگو ہوتے
ہین اور یہ مرض نہ فقط جہلا کو ہوتا ہے بلکہ علما شعرا اور واعظین قصہ گو
کو بھی عارض ہو جاتا ہے

علاج

علاج اسکا یہ ہے کہ جب فضول گو تقریر شروع کرے تو سامع بکراہت اسکو
فضولگوئی سے بند کرے اور اگر نہو سکے تو سماعت مین ایسی کراہت
ظاہر کرے کہ وہ جانے کہ ہماری بات نہین سُنتے ہین خود محجوب ہوگا اور
سخن کو تاہ کریگا اور انسان کو چاہیے کہ سوچ سمجھ کر ہر معاملہ مین بات
کرے کیونکہ زبان کی آفتون مین فضولگوئی بھی بڑی آفت ہے مشکل تو
یہ ہے کہ فضول گو متنبہ نہین ہوتا اور اس مرض سے انسان کا عیب
بہت جلد کھل جاتا ہے

عیب و ہنرش نہفتہ باشد	تا مرد سخن نگفتہ باشد

فضول گوئی کی عیب کو لحاظ رکھ کر جو کچھ کہے گا وہ سراسر مطلع ہنر ہو گا معنا

متوجہ ہوگا ورنہ خود ہی ہلاک اور برباد ہو جاے گا اور وہ مثل کہ از تلون طبع پادشاہان پرحذر باید بود سلطنت شخصی مین اس مرض کو زیادہ دخل ہو سکتا ہے سیاست منزلی و مدنی مین جہان وہ شخص پابند مشورہ اور صلاح نیک کا ہوگا اغلبکہ مرض تلوّن آسنے پیاسے اور یہ کچھ قبایح اور علاج اس مرض کا جہان ہمنے بدنیتی کا مرض لکھا ہے دیکھ لینا چاہیے یہان علی سبیل الاختصار بیان کر دیا

اٹھائیسوین بیماری فضول گوئی کی

یہ بیماری سمع خراش دماغ اور دل سامع کی ہوتی ہے اور نہایت پریشان کرتی ہے اور فضول گو اپنی فضول گوئی سے سامع کو ملال دیتا ہے ہم یہ نہین کہتے کہ خواہ مخواہ فضول گو دروغ گو بھی ہوتا ہے مگر اصل مطلب اور سچی بات مین اسقدر آمیزش سخنان فضول خارج از مبحث کی کرتا ہے کہ سامع کے دماغ سے اصل مطلب منظور بھی جاتا رہتا ہے اور وہ پریشان ہو جاتا ہے اسکی مثالین بہت ہین اور سوچو تو یہ مرض بہت سلے گا۔ بات اسی قدر تھی کہ یہ انگوٹھی ہماری ملک اور خرید ہے بنوائی نہین اور یہ باتین کہ فلان سال و ماہ مین بمقام بمبئی خرید کی تھی ایک سوداگر مسمی بفلان سے جو کہ مر گئے اور انکا

اُسطرف منسوب کردیا یہ افراط کا درجہ ہوا۔ تفریط کی طرف متوجہ ہوے تو
مُنکر وجود واجب الوجود ہوکر دہریہ سوفسطائیہ ہوگئے اور اگر وجود مبدأ
کل سے انکار نہ بن پڑا تو تعطل باری کے قائل ہوکر مخلوقات کو
باختیار تامہ مستقل الاختیار اور خدا کو بیکار کردیا اُس ذات قادر وتوانا
کے لیے کوئی اختیار ہی نہ باقی رکھا اسی طرح یہ بیماری عقائد دینیہ
مین ورآئی اور اغلبا کہ سبکی مذاہب کے پیدا ہوجانے کا سبب یہی
مرض افراط وتفریط ہو۔ اکثر عبادت کی طرف جو آئے تو رہبان ہو
ریاضات شاقہ سے اہلاک نفس کو عبادت سمجھے ہاتھ یا نون سکھا ڈالی
قطع نسل کردیا بلکہ زندہ درگور بھی ہوے یا عبادت اور معرفت باری
عزاسمہ کو جو ہرمذہب مین علت غائی آفرینش انسان کی ہے بیکار
سمجھ کر تارک عبادت معبود حقیقی ہوگئے اور صاف کہدیا کہ معبود محتاج
ہماری عبادت کا نہین ہے۔ ہزارون افراط وتفریط اس طرح کی
عقائد دینیہ مین شامل ہوگئی نبوت ورسالت وولایت وغیرہ مین
یہ افراط کی کہ وہ حضرات کلاً وجزءً خدائی کارخانہ کے مالک ہین علم
ماکان ومایکون سب اُنکو ہے دولت وحشمت واولاد وغیرہ سب
کچھ دیدینا اُنکے اختیار مین ہے اور تفریط کی طرف خیال جو کیا تو رسول
نبی ملک انبیا اولیا کا وسیلا وذریعہ بھی چھوڑ بیٹھے اور اُن ذوات مقدسہ کو

اپنے اندازۂ لیاقت کے موافق بات کرنا اس مرض کی بہت عمدہ دوا ہے جسمین دخل نہین اُس مین ہم اپنی زبان کھولین کہ متہم بجہالت و فضول گوئی ہون

اوتیسوین بیماری افراط و تفریط کی

اسکو یون سمجھنا چاہیے کہ منزل مقصود مین شتاب روی کی تو بلالحاظ اطراف و جوانب اور پس و پیش کے ایسے دوڑے کہ آخر کو ٹھوکرین کھا کھا کر گرپڑے ہاتھ پانون ٹوٹ گئے تباہ و برباد ہوے منزل ناتمام رہ گئی یہ افراط تھی اور سست چلے تو ایسے چلے کہ منزلون پیچھے رہ گئے تنہائی سے راستہ بھی بھول گئے ضلال اور گمراہی مین آگئے یہ تفریط کا درجہ ہے غرضکہ یہ بیماری نہایت بدبلا بلکہ مہلک دین و دنیا ہے اور تمام عالم مین دائر و سائر ہے اس بیماری سے بہت کم لوگ محفوظ ہین خدا کی ذات اور اوراک صفات کمالیہ مین جو در آئے اور عقل کے گھوڑے دوڑائے اور کچھ ابتدا و انتہا نہ ملی تو آخر کو اُس منزہ اور مقدس ذات کو جسم اور مقید بزمان و مکان اور صاحب شکل مان لیا اور ادنی ادنی مخلوقات مین اُسکا حلول سمجھے صاحب اولاد ذکور و اناث بتایا خود مجبور ہوے اور اختیارات عطیہ کو بالاے طاق رکھکر تمام قبائح اور فضائح کو

کرینگے کچھ معالجہ اس بیماری کا ملے گا اسقدر محفوظ فی الذہن رکھنا چاہیے
کہ دونون درجے افراط و تفریط کے نہایت خراب اور دونون انہین
دور از طریق صواب ہین

تیسوین بیماری مذہب مین تعصب بیجا کی

مذہب سے ہماری مراد دین ہے جسکو بمقابلہ دنیا کے بولتے ہین اور
جنمین اہل مذاہب مدعی کتب الہامی کے ہوے ہین اور اُن کے
اصول اور قواعد بذریعہ پیشوایان مذاہب جاری ہوے ہین اور
تعصب سے مراد وہ تعصب ہی جو بیجا طور پر بطور ہٹ اور ضد کے
تحقیق حق سے مانع ہو یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ تعصب بیجا ہی کو
کو ہمنے بیماری قرار دیا ہے مذاہب کے اختلاف کو ابھی کچھ نہین کہتے
ہین یہ بیماری تعصب کی عالمگیر اور ہمیشہ سے ہر مذہب مین ہے
جہلا و علما سب پر اسکا اثر پڑا ہے الا ماشاء اللہ اور مذہبون مین کئی
مذاہب بھی ہوگئے اور باہمی فساد وعناد مذہبی بوجہ تعصب کے ایسا بڑھا
کہ لاکھون بلکہ کرورون ہر مذہب مین قتل اور برباد ہوے۔ مخالطت
مجالست بلکہ باہمی اکل و شرب بھی نامنظور ٹھہرا اصل خلقت انسان
کی وحدت نوعی اور قواعد حقیقی کا بھی لحاظ اٹھ گیا ایک دوسرے کا

مثل اپنے سمجھے بلکہ فاحش تہمتین بھی اُنکے دامن پاک پر لگادین یا انکی
ضرورت ہی نہ سمجھے اخلاق مین سخاوت کو بافراط اسراف سے بدنام
کر دیا یا بتفریط اسماک سے ہر حاجتمند کو بھی محروم و ناکام کر دیا شجاعت
کو بافراط آراستہ کیا تو تہور دستگاہ ہوگیا اور تفریط جبن سے آلودہ کرکے
بُزدل ڈرپوک بن گئے۔ رسوم دنیاوی [illegible] افراط و
تفریط کی ہوئی کہ اصل دین اور مذہب [illegible]
بیماری کہان نہین ہے اور کس مین نہین ہے معالجہ اسکا کیا ہو باوجودیکہ
سب لوگ حق اور یقین کو بہتر سمجھتے ہین اور وہ روشن ہے مگر افراط و تفریط
کی ظلمت نے اُسکو پوشیدہ کر رکھا ہے۔

علاج

اطفال کو ابتدا سے تعلیم سے والدین ہون یا اور کوئی چاہیے کہ ہر امر
مین درجۂ وسطا اور اعتدال کا سمجھاتا رہے بشرطیکہ وہ معلم خود بھی
متوسط الحال اور معتدل الافعال ہو اور آیندہ کو مطالعۂ کتب اخلاقیہ
اور طریق پیشوایان دین کی تعلیم سے غفلت نہو یہی بہت بڑا قوی
معالجہ ہے چونکہ حدِ اعتدال کو نگاہ رکھنا بہتر ہے لہذا طول مقال سے
درگذر ہے آیندہ تیسوین بیماری تعصب بیجا مین جسپر یہ رسالہ ختم

باطل۔ اور نہ بعضے من وجہ حق نہ بعضے من وجہ باطل ح اختلاف مذاہب
خود اس حقیت یا بطلان کلی وجزئی کو باطل کرتا ہے البتہ اس مسئلے کو
جہانتک بقواعد منطقی اور بضابطۂ عقل سلیم بلکہ بدیہی طور پر الٹ پھیر کر
سمجھوگے آخری نتیجہ یہی نکلے گا کہ دین ومذہب ایک ہی سچا ہے مگر
ہر اہل مذہب اس سچائی اور حقیقت کو اپنے ہی مذہب پر منطبق کریگا
اگر یہ مسئلہ اور یہ تقریر مختصر ہماری بلاتعصب ہے تو محفوظ فی الذہن رہے اور ایک
مسئلہ کتب الہامی و آسمانی کا ہے اہل ادیان مدعی ہین اور دکھاتے ہین
کہ ہماری یہ کتب آسمانی ہین یہ بحث کہ وہ کتابین کیسی ہین مقصود نہین
ہے یہ مسئلہ بھی فی نفسہ بلاتعصب واجب القبول ہے اور ایک مسئلہ
ہدایت اور سچائی کا ہے لاکھون مقبولان اعلی حسب المراتب اور ہزارہا
عقلاء اور صدہا حکماے اشراقیین و مشائین متاخرین و متقدمین اور
ہزارہا انکے شاگرد اور سجادہ نشین ہر مذہب مین واجب التکریم تسلیم کیے گئے
ہین جنکو اہل مذاہب اپنا ہادی اور رہنماے دین سمجھتے ہین کوئی
اہل مذہب نہ کہیگا کہ ہمارے مذہب مین مقبولان خدا عقلاء و حکماء
نہین ظاہر ہوئے الغرض یہ مسئلہ بھی بلاتعصب واجب القبول ہے اور
ایک مسئلہ ذات واجب الوجود مبداء کل کائنات کا ہے جن ہم کل کے
اسماے ذات اللہ پاک برہم خدا پرمیشر ہوا نرنکار گاڈ نارائن علۃ العلل

دشمن جانی ہے گھیلا نجس اور ناپاک جسمانی ٹھہرالیا اگرچہ اختلاف امزجہ اور حب جاہ دینوی سے بھی بہت کچھ باہمی تباین اور تخالف ہوا مگر مذہب مین جسکو دین کہتے ہین افراط وتفریط سے زیادہ تعصب بڑھتا گیا اور جملہ مذاہب کو بیمار کر دیا اور معالجہ اس بیماری مہلک کا بمنزلہ ناممکن کے ہوگیا اور اگر کسی نے کچھ علاج کیا تو وہ خود متہم بہ تعصب ہوا۔ چونکہ اس رسالہ مختصر کو ہم اسی بیماری کے بیان پر ختم کرتے ہین اور یہ بیماری تعصب مذہب کی صفات اخلاقی متفق علیہ مین بھی بہت در آئی ہے لہذا چند مسئلے متفق علیہ مذاہب بیان کرتے ہین اور ہمکو اس بیان مین بھی اندیشہ ہے کہ متہم بہ تعصب ہون اور اسی اندیشۂ الزام سے استعمال الفاظ و عبارات اور اظہار مطالب کے لیے خاطر خواہ گنجایش بھی نہین ملتی ہے بہرکیف چونکہ مسائل اتفاقی لکھتے ہین اُنکی بحث و ایرادات متعلقہ سے قطع نظر کرکے نفس مسئلہ متفق علیہ پیش نظر ہے اغلب کہ اُن مسائل سے اصول متفق علیہا معالجہ مرض کے بلا تعصب واجب القبول پیدا ہون گے

طریق علاج

ایک مسئلہ دین واحد کا ہے جسقدر ادیان اور مذاہب مختلف دنیا مین مروج ہین نہ سب حق ہین نہ سب باطل اور نہ بعضے حق اور نہ بعضے

اور مبدء فیاض سے ہر نفس کو نباتی ہو یا حیوانی خواہ انسانی بالذات پیدا
ہو یا بالواسطہ جس طریق سے عرصۂ وجود مین آئے نفس عطا ہوتا ہی انسان
چونکہ اشرف مخلوق ہے بمصالح خالق ذوالمنن مملکت تن کے ساتھ
روح انسانی کو بہت سے قویٰ اور آلات عطا ہوئے کیونکہ اس مملکت
مین بہت سے دشمن راہزن بھی ہین جنسے اُسکو مقابلہ کرنا اور بٹانا پڑتا ہی
یہانتک سب اہل مذاہب اور حکما نے اتفاق کیا ہے اُسکی
استعمال ادراک کے لیے پیشوایان مذاہب نے اور پیشین ریاضات شاقہ
مقرر فرمائے ہین اور یہ تسلیم کیا ہے کہ جب وہ کثافت جسمانی اور ظلمت
ہیولانی سے پاک و صاف ہوتی ہے تو انسان مستعد تشبیہ بملائکہ ہوتا
ہین اور جب مزید قوت اور کمال صفائی اُسمین آجاتی ہے اور ہمہ تن متوجہ
اور محو مبدأ کل کائنات کے ہوتی ہے تو ہزار ہا نقاب اور حجاب اُٹھ
جاتے ہین اور عجب آثار فیضان ظاہر ہوتے ہین پھر کیفیت وجود روح اور
یہ جسقدر بیان ہوا متفق علیہ اہل مذاہب ہے اور کتب دینیہ مین بھی عند التفحص
یہی مسئلہ ملتا ہے پس یہ مسئلہ بھی بلا تعصب واجب القبول ہے اور ایک
مسئلہ متعلق بمسئلہ صدر خرق عادات ہی یعنے بقوت تصفیۂ روح
انسان سے امور خلاف عادت ظاہر ہوتے ہین وہ خوارق ناقص
اور ناتمام اور کامل علی وجہ الکمال بھی ہوتے ہین جسکا منشا ضعف قوت

وغیرہ وغیرہ اہل مذاہب بولتے ہین اور اس ذات پاک کو مستجمع جمیع صفات
کمال اور منزہ از نقص و زوال سارے جہان کا خالق اور مالک قادر
و توانا بیشک ہر ایک اہل مذہب مانتا ہے اور اسی کی یکتائی ذات کو
و صفات مین یگانگی کے ساتھ سمجھ کر اُسکے سراپردہ قدوسیت کے
آگے مجبورانہ عبادت سے سر جھکاتا ہے بود اور نابود اسی کے قبضہ اختیار
مین سمجھتے ہین اور کسی موجود کو بلا علاقہ واجب الوجود ہستی و بود نہین
جانتے ہین بیشک جمیع پیروان کتب الہامی اور پیشوایان مذاہب کا اتفاق
ہو اور تمام مسائل مین بحث الٰہیات مین اور ہر مذہب کی موحدین
متفق ہین اختلافات فروعات سے قطع نظر کرکے اتفاقی مسئلہ بلا تعصب
واجب التسلیم ہے یعنی مبداء کل کائنات واجب الوجود پر جملہ اہل مذاہب نے
اتفاق کیا ہے اور ایک مسئلہ شرافت خلقی کا ہے جملہ اہل مذاہب
نے انسان ہی کو اشرف المخلوقات مانا ہے یہ مسئلہ بھی بلا تکرار واجب التسلیم
ہے اور ایک مسئلہ روح کا ہے قطع نظر اسکے کہ روح کیا شی ہے قدیم
ازلی ہے یا مخلوق ابدی ہر مذہب مین اُسکے وجود کا مسئلہ متفق علیہ ہے
اور یہ کہ انسان فی الحقیقۃ روح ہے اور تمام بار دین و دنیا اور جملہ بازپرس
اسی روح سے متعلق ہے ادراک رنج و راحت اور ہر بات کی حس و تمیز
اسی کے اتصال تک ہے پران جان آتما نفس ناطقہ روح سب اُسکے نام ہین

متفق علیہ دربارۂ تقرر مناسک کے واجب القبول ہے اور ایک
مسئلہ عالم آخرت کا ہے یہ مسئلہ ایسا متفق علیہ مذاہب ہے کہ بیان کی
حاجت نہین بلکہ بعضے جنگلی وحشی غیر تعلیم یافتہ بھی کچھ نہ کچھ ٹوٹا پھوٹا طریقہ
اس خیال سے کرتے ہین کہ وہ دوسرے عالم مین انکے کام آئے اس
زندگانی فانی کو چھوڑنا اور ایک حیات جاودانی سے جا ملنا جہان جزا
و سزا سے نتیجہ اعمال ملیگا اسی عالم آخرت پر اٹھا رکھا گیا ہے نور و نار کی
حقیقت دوزخ و جنت یا پرسش خواہ بظہور صورت اعمال یا جس حیثیت سے
ہو میزان حق اور صراط مستقیم انصاف پر موازنہ ہو کر حسب مرضی خالق
دو عالم اسی میدان مین نتیجہ ملیگا اور حیات جاودانی سے واصل ہونا
پڑیگا یہ مسئلہ عالم آخرت کا اصل الاصول اور متفق علیہ اہل مذاہب و ادیان
کا ہے اور ایک مسئلہ عالم غیر محسوس کا ہے اس عالم شہادت اور حسی کے
علاوہ اور عالم ملکوت جسکے اسما باعتبارات جداگانہ بھی ہین اور لطافت
کی وجہ سے وہ محسوس نہین ہے مسلم الثبوت اہل مذاہب و ادیان ہے
جہان نور و نار خاص سے فرشتے اور جن اور شیاطین دیو وغیرہ ہین
اہل مذاہب کی کتب دینیہ مین یہ مسئلہ موجود ہے اور اسمائے فرشتگان
عام اور خاص کی بھی بتائے ہین اور حکما کا بھی مذہب ہے اور اس
عالم ملکوت کے عجیب و غریب کارخانے ہین جنکے ادراک مین چشم محسوس مین

تصفیۂ روح ہی ان خوارق عادات سے کسی اہل مذہب اور حکمائے متالہین وموحدین واشراقیین وغیرہم کو انکار نہین ہے کتب ادیان اور تصانیف حکما مملو ہین یہ مسئلہ بھی بالاتفاق واجب القبول ہے اور ایک مسئلہ معرفت وعبادت کا ہے اہل مذاہب اور ان کے پیشواؤن نے ان ہی کو رکن اعظم کو علت غائی آفرینش انسان تسلیم کیا ہے اور اصلاح معاد ومعاش اسی مین سمجھے ہین تاکہ واجب الوجود کی قدرت وحکمتہا نمایان سے اسکی معرفت حاصل کرکے اسکی عبادت اور فرمانبرداری کرین قطعہ

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کارند	تا تو نانی بکف آری و بغفلت نخوری
ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرمان بردار	شرط انصاف نباشد کہ تو فرمان نبری

اگرچہ اختلاف فہم اور درمیان مین تشکل مذاہب کے پیدا ہوجانے سے طرق عبادت مختلف ہوگئے ہین مگر اوکا ارادۂ عبادت اور یوم العبادت بلکہ روزانہ عبادت اور افضل الایام عبادت ہر مذہب نے مقرر کیا ہے الغرض علت غائی آفرینش معرفت وعبادت باری کا نفس مسئلہ بلا تعصب واجب القبول ہے اور ایک مسئلہ مناسک اور طریق عبادت کا ہے بحث اس مین نہین ہے کہ وہ طریق اور مناسک عبادت جسمانی ومجاہدات وریاضات روحانی موصل الی المطلوب ہین یا نہین یا پیشوایان مذاہب کی تعلیم اصلی حالت پر باقی ہے یا نہین لیکن نفس مسئلہ

فی نفسہ بلا تعصب واجب القبول ہے اور اگر افلاح معاش و اصلاح معاد
نہین ہے تو دنیا و دین کچھ بھی نہین ہے اور ایک[۱۳] مسئلہ علم غیب کا ہے
عالم قدرت اور غیب کا حال کوئی نہین جانتا ہے کہ آج کیا ہے و فردا چہ
خواہد شد بلکہ خود انسان اپنا حال نہین جانتا کہ اسوقت کس حالت مین
ہے و دوسرے وقت ہمپر کیا گذرے گی اس لاعلمی کے سب اہل مذاہب
معترف ہین اور بذریعہ تصفیہ قوت روحانی کشف و شہود کا بھی اقرار ہے
ہان عالم الغیب قادر و توانا اکثر اپنے مقبولون کو حالات غیب سے آگاہ بھی
کر دیتا ہے بیان مذکور الصدر مسلّم پیشوایان مذاہب ہے فی نفسہ مسئلہ غیب
مین کچھ نزاع نہین ہے اور ایک[۱۵] مسئلہ تقدیر اور قسمت کا ہے اس عالم
حسّی کا وجود ظلّی اُس عالم کا سایہ اور عکس ہے۔ اس مسئلے کی تحریر و
تقریر بہت بیڈی اور نہایت ٹیڑھی ہے جبر و قدر کا مسئلہ نزاعی مشہور
ہے اس مسئلہ خاص مین بہت سے شکلی مذاہب ہو گئے ہین مگر تقدیر یا کرم
یا قسمت یا مقدرات یا قضا و قدر یا اور جو الفاظ السنہ مختلفہ مین موضوع
ہوئی ہون پیشوایان مذاہب اور کتب الہامیہ سے پیدا ہوتے ہین بنظر
فی نفسہ بلا بحث زائد مسئلہ تقدیر ہر مذہب مین ہے اور ایک[۱۶] مسئلہ
سبب و موثر حقیقی کا ہے اتفاق ہے کہ دنیا عالم اسباب اور ہر مخلوق
ایک تاثیر سے کامیاب ہے مگر پیشوایان مذاہب کی یہ ہدایت ہے

اور عقل آگندہ حسیات متحیر ہے یہ مسئلہ عالم ملکوت کا فی نفسہ مسلم الادیان ہی
اور ایک بڑا مسئلہ حُب جاہ دنیا کا ہے کسی ملت و مذہب نے حرص و ہوا اور
اتباع نفس اور دولت و حشمت دنیا کو دین و مذہب نہین کہا ہی بلکہ اُسکے
ترک اور منافرت اور قطع حُب جاہ دنیاے فانی کو دین بتایا ہی اس
مہانسراے فانی کو تا زندگانی فانی باصلاح معاد و معاش بسر کر کے
چلا جاے یہ مسئلہ بھی غیر نزاعی بلا تعصب واجب القبول ہے اور ایک
مسئلہ مبدأ اور معاش و معاد کا ہے کتب الہامیہ کا اکثر مقصود بالذات
یہی مسئلہ ہے عدم محض سابق کو سوچنا اور وجود لاحق پر غور کرنا کہ ہم کیا تھے
اور کون ہین اور کہان سے آئے ہین اور کیا کرنا چاہیے اور کس صانع
بیمثل کے ہم مصنوع ہین یہ تو مبدأ ہے اور معاش جسکے ذریعہ سے یہ منزل
طے کرنا ہے یعنے خالق قادر برحق نے واسطے رفع حوائج ستہ ضروریہ اور معاو
ہمدگر کی افلاح معاش کے ذریعے از حرفہ و پیشہ و زراعت و تجارت وغیرہ
بواسطہ قواے نباتیہ و حیوانیہ و انسانیہ کے تعلیم فرمائے ہین جنکی استعمال سے
ساتھ نفع اور خیر عام و خاص کے زندگی بسر کر کے معاد کی طرف متوجہ
رہے جہان بازگشت اور جانا ہے تمام کتب ادیان اور پیشوایان مذہب نے
نے یہی بتایا ہے اور وسائل معاش کی ترقی ساتھ تمیز خیر و شر کے
بقوت فکری پیدا کرے خلاصہ یہ ہے کہ مسئلہ مبدأ اور معاش و معاد

وجاہ تھے اور نہ مال ومنال دنیوی کے طالب اور ترقی خواہ بلکہ تخت
شاہی پر فقیرانہ سلطنت کی اور بوریاے گدائی پر شاہانہ بجبروت وخطر
جلوس فرمارہے اور ایک [۱۸] مسئلہ حلت اور حرمت طیب وطاہر پاک
وناپاک کا سب مذاہب مین متفق علیہ ہے اور کتب الہامی مین مرقوم
ہے اور ایک [۱۹] مسئلہ نذور اور قربانی حیوانات اور اجناس کا ہی
نفس مسئلہ بالاتفاق ہر مذہب مین مسطور اور موجود ومشہود ہے اور
ایک [۲۰] مسئلہ خلوص نیت کا ہے ترتب ثمرات اعمال مین خلوص نیت
کو ہر مذہب نے راس الایمان اور اصل دین مانا ہے اور ایک [۲۱]
مسئلہ تغیر وتبدل امور جزئیہ تشریعی کا ہے حسب مقتضاے وقت
وبلاد وامزجہ وفصول موقت غیر موقت سمجھ کر بانیان دین نے جزئیات
احکام مین تغیر وتبدل کیا ہے مگر اصول توحید ذات باری وصفات
کمالیہ واخبار ماضیہ صحیحہ عبرت انگیز مین تغیر ناممکن ہے یہ مسئلہ بھی متفق علیہ
مذاہب ہے اور ایک [۲۲] مسئلہ حسب ونسب کا ہے اس مسئلے پر اتفاق
ادیان ہے کہ تقرب الی اللہ اور نجات مین حسب ونسب ذات پات
یا پیشہ رذیل وشریف کو کچھ دخل نہین ہے نہایت سچی مثل ہے ہرکو بھجے
سو ہر کا ہووے اور ایک [۲۳] مسئلہ رفع شرک دفع ناخدا پرستی جو کہ محال توحید
سے ضروری ٹھہرا ہے اس مسئلے مین بہت کچھ افراط وتفریط اور تعصب

کہ اگرچہ اسباب اور تاثیرات سے ظہور امر مطلوب کا یقینی ہے اور ہوتا
بھی ہے مگر مسبب اور موثر حقیقی سے قطع نظر کرنا چاہیے وہ قادر و توانا
ہے دیکھو مرکب دخانی ساتھ تمامتر اسباب والآت کل کے بہ تہیہ یقینی
روانہ ہوتا ہے پھر اثناے راہ مین مسبب حقیقی کی طرف سے بلا وہم
وگمان باد مخالف نے جو طپانچہ مارا سب اسباب اور تہیہ بیکار ہو گیا
تجربہ شاہد ہے کہ فوج کثیر کے دل مین دفعۃً ہول آگیا قلیل نے بھگا دیا
یا مریض کو طبیب ڈاکٹر بید نے ساتھ انتہاے تجربہ و تشخیص کے قوی الاثر
دوا دی مگر کچھ اثر نہوا اور ایسا بھی ہوا اور ہوتا ہے کہ بلا سبب ظاہری
و باطنی اور بلا تدبیر لوگون کو خزائن و دفائن مل گئے ہین بدین وجہ کسی
مذہب کے سالکین کاملین اور عقلاے سلیم الفہم نے مسبب و موثر
حقیقی سے قطع نظر کرنا جایز نہین رکھا ہے یہ مسئلہ از روی عقاید و تجربہ
اہل مذاہب مین متفق علیہ ہے اور ایک مسئلہ مدافعت اشرار و اعانت
اخیار کا واسطے قیام نظام عالم اور اصلاح معاد و معاش کی مسلم الثبوت
ادیان اور کتب دینیہ مین مسطور ہے جسطرح مملکت تن مین قوای خبیثہ
قوای ملکیہ سے بتدارک مغلوب کیے جاتے ہین اسی طرح عالم کون و فساد
مجمع اضداد مختل الفساد مین بھی مغلوبیت اشرار کی قواعد مصلحان دین
اور سلاطین اہل یقین نے جاری کیے مگر نہ وہ سلاطین حریص ثروت

وشروبات سے خالی رکھنا اوراعضا ونیت کوممنوعات سے بری
کرنا روزہ ہے اور بدنی عبادت کو نماز کہتے ہین بعضون نے فقط دعا
بعضون نے معارف اور توحید کی غنا بعضون نے محض سجدہ بعضون
نے کچھ اشغال وقت معینہ پر روزانہ یا بعد ہفتہ کے دستور قرار دیا ہی
نماز روزہ کا مسئلہ فی نفسہ گو مختلف طور پر ہو متفق علیہ اور مذاہب مین
پایا جاتا ہے اور ایک[۲۷] مسئلہ تجہیز وتکفین میت گو بعنوان مختلف ہو
مگر فی نفسہ تجہیز وتکفین بلکہ تدفین بھی مذاہب مین مشہود ہے اور
ایک[۲۸] مسئلہ تصرف مرد کا عورت پر بطریق نکاح جسمین تکثیر نوع انسانی
ہوتی ہے اور نسلوں مین دھبا نہین لگتا ہے اور عزیزداری اور قرابت
واتحاد بین الاقوام ہوتا ہے اور میراث بھی جاری ہوتی ہے اور سیاست
منزلی کے احکام احسن عنوان سے نافذ ہوتے ہین گو طریقے نکاح کے
مختلف ہون مگر تصرف مرد کا عورت پر بقواعد جائز ہر مذہب مین فی
نفسہ مسئلہ مسلّم اور متفق علیہ ہے - اور ایک[۲۹] مسئلہ عندالملاقات باہمی
سلام واکرام مصافحہ معانقہ دعوت کرنا ہر مذہب مین جسطریق سے ہو
جایز اور متفق علیہ پایا جاتا ہے اور ایک[۳۰] مسئلہ رسم و رواج کا ہے یہ مسئلہ
بلا تعصب واجب القبول ہے کہ ازمنہ سابقہ خصوصاً زمانہ حال مین بالیقین
رسوم دنیا نہایت افراط وتفریط سے ہر اہل مذہب کے مراسم مذہبی مین

کی بیماری در آئی ہے اور مذاہب شکلی بھی پیدا ہو گئی مگر فی نفسہ مسئلۂ دفع
شرک و ناخدا پرستی مسلّم الادیان مانا گیا ہے مخلوق پرستی کو محض وہم
اور دوئی بتایا ہے اور ایک[۲۴] مسئلہ محاسن اخلاق اور مکارم صفات
کا ہے مگر حسد جھوٹ بولنا چوری کرنا زنا غضب غصب بدنیتی وغیرہ
اخلاق رذیلہ ہین صداقت امانت حلم عفو خاکساری وغیرہ صفات
جمیلہ ہین اگرچہ کچھ کچھ طریق عملدرآمد سے ناصافی ہے مگر نفس مسئلہ
مسلّم الادیان اور معمول پیشوایان مذاہب رہا ہے اور ایک[۲۵] مسئلہ
شرافت نور عقل کا ہے جو کہ اکثر اول المخلوق ٹھہرائی گئی ہے یہ جوہر بہت
بڑا شریف اور ہر مذہب مین مسلّم ہے عالم محسوس اور غیر محسوس کے
مخلوقات ساتھ تمیز حسن و قبح کے اسی نور سے معلوم ہوتے ہین مگر کبھی
کبھی اوہام اور تخیلات سے اس نور پر تاریکی بھی آجاتی ہے اور عقل
سلیم کی سلامتی جاتی رہتی ہے حکما نے اکثر دوسرے کے تخیلات
کو باطل کر دیا پھر انکا خیال بھی تیسرے نے رد کیا خود آدمی کو اپنی
عقل اور یقینی منصوبہ مین دوسرے وقت تغیر ہو جاتا ہے بدین وجہ
وہ نور محتاج صفائی ہادیان الہام ہوتا ہے فی نفسہ مسئلہ شرافت
نور عقل مسلّم الثبوت کتب دینیہ و اخلاق و حکما اور عقلا کا ہے
اور ایک[۲۶] مسئلہ عبادات مین روزہ اور نماز کا ہے شکم کو ماکولات

اختلافات سے یہ امر ظاہر ہے اور خود آدمی ایک وقت آپ اپنی عقل اور
راے پر مستحکم ہوتا ہے دوسرے وقت اپنی غلطی پر متنبہ ہوتا ہے اس غلطی فہم
کے مٹانے والے اور عقل کو تاریکی سے نکالنے والے وہی ہادیان ملہم
بالصواب ہین جنکی شاہراہ ہدایت سے مسائل متفق علیہ ثابت ہوتے
ہین اور ایک ہی دین حق اور پسندیدہ خدا معلوم ہوتا ہے اب رہی یہ
بات کہ وہ دین واحد اور حق کون ہے البتہ طالب حق کو چاہیے کہ
بلا تعصب بیجا ان مسائل متفق علیہ اور کتب دینیہ سے تلاش کرلے ۱ جس
جس دین کی کتاب الہامی اصلی حالت پر بلا تغیر و تبدل ہو وہ کتاب اور
وہ دین حق ہے ۲ جس کتاب اور دین مین رہنمایان دین متہم بکذب
وفسق وفجور و حکایات فحش وغیرہ نہوئے ہون اور احکام آلہی کی تبلیغ مین
معصوم عن الخطا قرار پاے ہون وہ کتاب اور دین حق ہے ۳ جس دینی
کتاب مین الحاق اور تحریف کو دخل نہو اور اس کتاب مین اصلہ و صلہ
وفصلہ کما کان گنجایش سہو کاتب و قاری اور غلطی اعراب تک کی نہو اور تمام
دنیا مین ویسا نسخہ صحیح المتن نہو وہ کتاب اور دین حق ہے ۴ جس دین
اور کتاب مین تقرب الی اللہ اور نجات اخروی مین حسب نسب ذات
پات کو کچھ دخل نہو وہ دین حق ہے ۵ جس دین نے عالم آخرت
کی طرف ساتھ انصاف اور جزا و سزا کی رہبری کی ہو۔ وعلیٰ ہذا الکمال

داخل اور شامل ہو گئے ہین جن کی تعلیم کتب دینیہ اور پیشوایان مذہب سے پائی نہین جاتی ہے اور روز مرہ ان رسومات کو ترقی ہوتی جاتی ہے جس سے مذہب اور دین کی حکیمانہ سادگی پر پردۂ خفا پڑتا جاتا ہے اگر وہ مراسم دنیویہ مناسک مذہبی سے جدا کر دیے جائین تو کوئی دینی نقصان نہین عائد ہوتا ہے بلکہ دین خالص صاف ستھرا حکیمانہ ظاہر ہو جاتا ہے یہ چند مسائل جو کہ بیان ہوے اور مثل اسی کے اور بھی مسائل متفق علیہ فی المذاہب والادیان مستنبط ہو سکتے ہین جن کے متفق علیہ ہونے سے صاف اور صریح ثابت ہوتا ہے کہ دین اور مذہب دنیا مین ایک ہی حق ہے اور رہنمایان ہر قوم نے ایک ہی مذہب کی ہدایت فرمائی ہے اور اللہ پاک کو ایک ہی دین پسندیدہ اور ایک ہی دین سے راضی ہے اگر ایسا نہین ہے تو فی نفسہ یہ مسائل متفق علیہ کہان سے پیدا ہوے اور ہادیان دین نے ایک ہی متفق علیہ مسائل کی کیون ہدایت فرمائی اور یہ جو طریقے ادیان کے مختلف ہو گئے یہ محض اختلاف فہم اور عدم تعمیت ہادیان دین اور تعصب بیجا اور افراط و تفریط سے ہوے ع چون ندید ند حقیقت رہِ افسانہ زدند + کس لیے کہ نوع عقل کو اکثر تاریکی [illegible] وہم اور تخیلات کے گھیر لیتی ہے عقلا اور حکما کے باہمی

وجنت و دوزخ وغیرہ قدرت کے جملہ غیر محسوس کارخانون کو حسب ہدایت
رہنمایان بصدق دل وا یمان مان لیا ہو وہ دین حق ہے ۱۵ جس
دین مین افلاح معاش اور اصلاح معاد کے طریقے جاری ہون اور
اُس دین کی کتاب اُن قواعد سے مملو ہو وہ دین حق ہے ۱۶
جس دین مین ریاضت اور مجاہدات جسمانی وروحانی کے طریقے
خالی از تکلیف مالا یطاق ورہبانیت شدیدہ ہون وہ دین حق ہے
۱۷ جس دین کا طرز اور رویہ حکیمانہ اور سادہ خالی از زیب و زینت
بلا تصنع و تکلف قرار پایا ہو اور جس مین بادشاہ اور فقیر سب کی ایک
حالت ہونا چاہیے وہ دین حق ہے ۱۸ جس دین مین عام پابندی
اور عام آزادی کا حکم اور اجازت نہو وہ دین حق ہے ۱۹ جس دین
مین صدق مقال اور وجہ حلال راس الایمان ہو وہ دین حق ہے
۲۰ جس دین مین اعانت اخیار و مدافعت اشرار بلا رورعایت باہمی
رحیمانہ طور پر جیسا کہ ہماری بیرحمی مین بیان ہوا جاری ہو وہ دین حق ہے
۲۱ جس دین مین عزلت کی خوبی خوف ورجا کی محبوبی راز کا کتمان
صبر و شکر کا بیان حد بندی حقوق زوجہ و شوہر از عقد مناکحت و طلاق
و اجرت و مہر و عدت و توریث و افتا و قضا وغیرہ بالتصریح کتاب دینی
مین بیان ہوے ہون وہ دین حق ہے ۲۲ جس دین مین اعانت

اُسکا راستہ دکھایا اور سمجھایا ہو وہ دین حق ہے ۶ جس دین مین توحید باری شرک سے عاری ساتھ فرمانبرداری اور نیکوکاری کے اصول ایمان قرار پائی ہو وہ دین حق ہے ۷ جس دین نے ناخدا پرستی کی بنیاد اُکھاڑی ہوا اور خدا پرستی کا ڈنکا بہ کمال زور و شور بجا دیا ہو اور جسکا نظیر اور کسی کتاب اور دین مین نہو وہی دین اور کتاب حق ہے ۸ جس دین مین داخل ہونے سے انسان قرابت وصلت اکل و شرب وغیرہ مین بجمیع الحقوق مساوی اہل دین ہو جاے اور کوئی مغایرت باقی نرہے وہ دین حق ہے ۹ جس دین نے مکارم اخلاق اور محاسن صفات کو بسزا وجزا و نجات داخل فرائض و واجبات دینیہ کرلیا ہو وہ دین پسندیدۂ خدا اور حق ہے ۱۰ جس دین مین عبادت بدنی و مالی وغیرہ بلا خلوص نیت بیکار ہو وہ دین حق ہے ۱۱ جس دین مین دنیاے فانی کی بے ثباتی اور حیات جاودانی کی ترغیب علی وجہ الاتم بیان ہوئی ہو وہ دین حق ہے ۱۲ جس دین مین ذکر ذات اور فکر صفات باری عبادت قرار پائی ہو اور ہر نفس اُسکی تاکید ہو وہ دین حق ہے ۱۳ جس دین مین عبادت معبود حقیقی کے قواعد روزانہ بہ تسبیح و تحمید و تہلیل تقدیس و تنزیہ و حمد و ثنا بطہارت ظاہری و باطنی اصول دین قرار پائے ہون وہ دین حق ہے ۱۴ جس دین نے عالم ملکوت اور غیب اور قضا و قدر

۲۹ جس دین اور اسکی کتاب مین قواعد و قوانین سیاست منزلی و
مدنی اور مکارم اخلاق اور علم فقہ و کلام اور سائر رسوم مذہبی تا رسوم
روزمرہ از نجات روحانی تا صحت جسمانی از منافع شخصی تا نوعی و فصل قضایا ے
جان و مال سب کچھ مندرج یا اُسی سے مستنبط ہو وہ کتاب اور دین
بلا شبہہ حق ہے ۳۰ آخر کو یہ کہا جاتا ہے کہ جس دین کی کتاب الہامی
مین باوجود مملو ہونے سب ضروریات دینی و دنیوی سے جو کہ لیے
از ہزار بیان ہوی ہر فقرہ اُس کتاب کا کلّاً یا جزءً حمد و ثنا اور ذکر
صفت جلال و جمال باری سے خالی نہو کیونکر وہ دین حق نہو گا
اور دنیا مین ایسی کوئی کتاب کتب دینیہ سے سوا ایک کے
ایسی نہو گی یون تو جھوٹی کتاب مین بھی کچھ سچی باتین ملتی ہین
مگر اسس صفت حقیت سے انا ناممکن ہے۔ چونکہ بیان
اس ہماری تعصب بیجا دینی کا تمام تر متعلق با خلاق ہوا ہے
عاقل منصف حق اور ناحق مسائل متفق علیہ کو پیش نظر رکھ کر
ایک دین حق جس کے سوا کوئی دین پسندیدۂ خدا نہین ہے
تلاش کر لے اور بیماری کا معالجہ کرے ۵

مانو نہ مانو میرا کہا اختیار ہے
مین نیک و بد حضور کو سمجھا جاتا ہون

محتاجان و معذورین عیادت بیماران معاونت عزیزان لحاظ حقوق
ذوی القربےٰ و الیتامےٰ و المساکین اور خبرگیری مسافران و ہمسایگان
کے لیے قواعد مستحسنہ اور خزائن خیرات و زکوۃ و صدقات مقرر ہوئے ہون
جو کہ کسی کتاب اور کسی اور دین مین ویسے قواعد نپائے جائین وہ دین
حق ہے ۲۳ جس ہادی دین نے سلطنت دنیا بصورت و سیرت فقیرانہ
اور سلطنت دینی بے خوف و خطر شاہانہ طور پر ساتھ حکمت عظیم اور خلق عمیم کے
کی ہو اسکا دین اور وہ ہادی اور اسکی کتاب سب حق ہین ۲۴ جس
دین مین قواعد مجربہ ہادیان دین جو ناتمام رہ گئے تھے علی وجہ الکمال
اتمام کو پہونچے اور اُس دین کے ہادی نے اپنا اور اپنے اگلے بھائیون
کا کام اختتام کو پونہچایا ہو وہ دین حق ہے ۲۵ جس دین نے پیشوایان
کے دامن پاک سے اتہامات بیجا کو بشدت تمام مٹایا ہو وہ دین حق
ہے ۲۶ جس دین مین ایفائے عہود اور مواعید کے حسنات اور نقض
عہد و خلف وعدہ کے سیئات تعزیر و تہدید تمام بیان ہوئے ہون
وہ دین حق ہی ۲۷ جس دین مین عقد مواخات اور صفائی معاملات
کی تاکید اور استعمال مسکرات اور احتکار اور ربا اور کمی اوزان کی
ممانعت بہ تشدد و تہدید مبین اور مصرح ہوئی ہو وہ دین حق ہے
۲۸ جس دین نے بدخلق کو جنت سے محروم کردیا ہو وہ حق ہے

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ یہ کتاب سعادت نصاب ہدایت انتساب گنجینۂ فضل وکمال خزینۂ حسن اعمال مصنفہ صاحب علم وہنر جوہر شناس فیض گستر دیدۂ منشیان رنگین نگار عمدۂ سخنوران نغز گفتار مجمع لیاقت وقابلیت منبع علمیت وحقیقت دبیر بے نظیر عالی تدبیر والامر[illegible]خان عالیجناب نواب محمد حسین خان منصرم الدولہ بہادر وزیر السلطان سابق پادشاہ اودھ جنت مکان زینت بخش شہر کلکتہ ادام اللہ الفر والتفاخر کی ہے جسکا مطالعہ بچے جوان بوڑھے ہر ایک کو علی قدر مراتب منتج فوائد دینی ودنیوی وباعث نجات وباز پرس اخروی ہے جسکو علما اور اطبا اور بید اور ڈاکٹرون اور سر رشتۂ تعلیم کے افسرون نے علاوہ پسند کرنے کے اپنی اپنی راے مدرسون اور مکتبون مین لڑکون کو پڑھانے کے بارے مین نہایت پرزور دلیلون کے ساتھ دی اور مصنف ممدوح کی بیدار مغزی کی جیسی کچھ ثنا وصفت کی وہ ان انگریزی چٹھیون سے ظاہر ہوتی ہے جو اس کتاب مین شامل ہونگی مصنف ممدوح الشان نے انسانی روحانی تین بیماریان مندرجۂ ذیل مثلاً [1] اپنے خالق اور مالک کو نجاننا - [2] خالق کی مرضی نجاننا - [3] ناشکری اور کفران نعمت - [4] بدخلقی اور برے عادات - [5] کبر - [6] غرور - [7] بخل - [8] حرص وطمع - [9] حسد - [10] غیبت - [11] جھوٹ بولنا - [12] خوشامد اور خوشامد پسندی - [13] غصہ وغضب - [14] ریا - [15] بدنیتی - [16] تضییع اوقات - [17] عام پابندی اور آزادی [18] ظلم اور جور - [19] استعمال مسکرات - [20] بیحیائی بیغیرتی بیشرمی - [21] بے صبری - [22] حزن واندوہ - [23] چوری کرنا -

ہذا آخر ما اردنا ایرادہ فی ہذا الباب وہہنا لقد تمت الکتاب
بعون الملک الوہاب واللہ الہادی الی سبیل الحق و طریق الصواب فقط

تمام شد

تاریخ تالیف و اتمام این رسالۂ ہدایت مقالہ از نتیجۂ فکر شاعر
شیرین مقال جناب منشی سید سراج الدین احمد صاحب متوطن کنتور

زہے لمعاتِ اخلاقِ حسن پر تو فگن آمد — کہ شمع حسنِ سیرت در دلِ روشندلان شد
اساسِ صحتِ نفس و شفائے روح شد محکم — ازین یک نسخہ صد اسقامِ باطن دور یکسر شد
ہمی زیبد گر اکسیر ہدایت گویمش ای دل — مسِ قلب سیہ باطن ز فیضِ خاصیتش زر شد
درین گلشن چو بشگفتہ گل صد رنگِ سیرتہا — مشامِ اہلِ عالم از شمیمش عطر پرور شد
نہ تنہا مرادب آموزِ طفلان این کتاب آمد — کہ ہم پیر و جوان را کسبِ حکمتہا میسر شد
نیاید در مذاق ہیچکس تلخی ز مضمونش — کہ از لفظش بمعنے لذتِ قندِ مکرر شد
کمالاتِ مؤلف جلوہ گر بینی تبا لیفش — کہ در پیشِ صفائے قلبِ او آئینہ ششدر شد
طبیبِ عقل سالِ صنعتِ این نسخہ نادو — بگفتا شافی کاملِ پئے ارواح یکسر شد
باوج فکر بین ماہِ تمام سالِ اتمامش — ز گلگون جلوۂ حسنِ سیر عالم منور شد
۱۳۰۷ھ

[٢٤] جہل اور جہالت - بیرحمی و قساوت قلبی [٢٥] - حرامکاری [٢٦] - تلوّن مزاجی [٢٧] - فضول گوئی [٢٨]
افراط و تفریط [٢٩] - دین مین تعصب بیجا [٣٠] - اور دیگر کتب مذہبی اور اخلاق سے انتخاب کرکے
اونکا معالجہ نہایت صراحت سے آسان اور سلیس الفاظ مین بتلایا ہے جو ہر مبتدی اور
منتہی کی سمجھ مین آسکتا ہے اور بلا تخصیص مذاہب ہر مذہب کے لوگونکو مفید اور مصلح عادات ہے
پس ضرورت ہے کہ ہر مکتب و مدرسہ سرکاری مین رائج کیا جاوے اور نام اس کتاب کا
لمعات الاخلاق ملقب بہ شفاء الارواح ہے نہایت انتظام اور اہتمام سے
مطبع قیومی کانپور واقع ٹپکاپور مین عاجز محمد عبد القیوم خلف جناب حاجی شیخ
محمد یعقوب صاحب تاجر کتب کلکتہ نے بار اول باہ اپریل ۱۸۹۶ع پہلی مرتبہ طبع کی
چونکہ حق تالیف اسکا محفوظ لہذا کوئی صاحب قصد اسکے چھاپنے یا چھپوانیکا نفرمائین بلکہ اگر
ضرورت ہو تو بے تکلف بارسال قیمت مطبع ہذا یا کلکتہ مین جناب حاجی محمد یعقوب صاحب تاجر کتب و
مالک مطبع احمدی سے منگائین سوا اسکے ہر قسم کی کتابین بھی حسب فرمایش بکفایت یہان سے ملسکتی ہین

قطعہ تاریخ طبع کتاب ہذا از نتیجہ فکر منشی بالکرام صاحب گہر خوشنویس مطبع ہذا شاگرد رشید مجمع فضل و کمال سخنور نازک خیال جناب منشی خیراتی لال صاحب شگفتہ لکھنوی

کیا ہی عالی دماغ ہے وہ گہر — جسنے ایسی کتاب لکھی ہے
کہ ہے نیکی کی تربیت جسمین — اور بدی کی ممانعت کی ہے
اب بھی انسان اگر رہے گمراہ — تو سمجھ لو کہ تیرہ بختی ہے
لکھو تاریخ کتاب ہے یا — شمع ایوان معرفت کی ہے

تمت

١٣١٣